اخلاقیات

9

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور

منظور کردہ: وفاقی وزارت تعلیم (شعبہ نصاب سازی) حکومت پاکستان، اسلام آباد۔
موجب سرکلر نمبر F.6-8/2009 مورخہ 01 مارچ 2011
تیار کردہ: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فہرست مضامین

باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
-1	**مذاہب کا تعارف**	03- 13	•	مسیحیت اور عبادت	36-44
•	مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت		•	اسلام اور عبادت	
•	مذہب، سماج اور اخلاق		•	سکھ مذہب اور عبادت	
-2	**جین مت**	14-24	-4	**آداب**	45-58
•	تعارف اور ارتقا		•	عبادت گاہوں کے آداب	
•	جین مت کا ادب اور فنِ تعمیر			(مندر، وہارہ، سینا گاک، گرجا گھر، مسجد، گوردوارہ)	
-3	**اخلاق و اقدار**	25-43	•	عوامی مقامات کے آداب	
•	خدا کی عظمت			(دفاتر، بینک، ہسپتال، پارک)	
•	عبادت گاہوں اور عبادات کے انسانی رویوں پر اثرات		-5	**مشاہیر**	59-66
•	سناتن ہندو دھرم اور عبادت		•	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	
•	بدھ مت اور عبادت		•	فلورنس نائٹ انگیل	
•	زرتشت اور عبادت		•	**فرہنگ**	67

مصنفین : ڈاکٹر عبداللہ شاہ ہاشمی • ڈاکٹر محمد شفیع مرزا

ڈائریکٹر (مسوّدات): فریدہ صادق
ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس): انجم واصف
نگران/ایڈیٹر: لئیقہ خانم
کمپوزنگ: عرفان شاہد
ڈیزائننگ: سمیرا اسماعیل
ناشر:
مطبع:

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت

پیش لفظ

ایک زمانہ تھا کہ انسان غاروں میں رہتا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ دنیا کی آبادی بڑھی تو انسان اپنی فطرت کے مطابق مل جل کر رہنے لگے۔ اس سے انھیں زندگی زیادہ خوش گوار محسوس ہوئی۔ وہ اسے بہتر بنانے کے لیے کوشش کرنے لگے۔ ایسے اصول وضوابط بنانے کی کوشش کی جانے لگی جن پر عمل کر کے زندگی اور زیادہ پُرسکون ہو جائے لیکن یہ کام اتنا آسان نہ تھا۔ ترقی کی خواہش کی طرح اختلافات بھی انسانی فطرت کا حصہ ہیں۔ انسان سوچ، صلاحیت اور عمل کی قوت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس لیے وہی قانون اور ضابطے درست ہیں جو کائنات کے بنانے والے نے اپنے نیک بندوں کے ذریعے انسان کو سمجھائے ہیں اور اس خالق و مالک کو رام، رحیم، واہگورو اور یزدان کہتے ہیں۔ تاریخ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ انسانی زندگی کے مختلف اَدوار میں انسان صرف اسی دَور میں پُرسکون رہا ہے جب وہ اس برتر ہستی کی ہدایات پر کاربند رہا ہے۔

مذاہب اخلاقیات کے ماخذ بھی ہیں اور انہیں پروان بھی چڑھاتے ہیں۔ ہم روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں کہ دیانت داری، صداقت، ہمدردی، دریا دلی اور جذبہ خدمتِ خلق جیسی اقدار مذاہب ہی کی عطا ہیں۔ اگرچہ مذاہب مختلف ہیں لیکن یہ اخلاقی اقدار ایک جیسی ہیں۔ عملی زندگی میں آپ نے بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا ہوگا جن کا تعلق مذاہب سے ہوتا ہے لیکن وہ سب بنیادی اخلاقی اقدار پر عمل کرنے والے ہمیشہ دوسروں کے دُکھ سُکھ میں شریک رہتے ہیں اور کسی قدرتی آفت کے موقع پر مذہب اور ملت کی تفریق کے بغیر خدمت خلق میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ وہ کبھی دوسروں کا دل نہیں دکھاتے بلکہ ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔ وہ صرف جھوٹ اور ظلم سے نفرت کرتے ہیں۔

مذاہب کی عطا کردہ اخلاقی اقدار تہذیبوں کو پروان چڑھاتی اور زندگی کے سلیقے سکھاتی ہیں۔ جب انسان غاروں میں رہتا تھا تو اس کا نظامِ زندگی اور رہن سہن اور تھا۔ پھر وہ قبیلوں میں بٹ کر رہنے لگا تو اُس کی زندگی کا چلن پہلے سے مختلف ہو گیا۔ اس دور میں نسلی تعصّبات زیادہ اور قوتِ برداشت کم تھی۔ پھر مذاہب کی اقدار کی روشنی میں زندگی کا نیا سفر شروع ہوا تو ہمدردی، انسان دوستی، نیک گمان، برداشت اور رواداری سے جنم لیا۔ مختلف ادوار میں کئی ایک مذاہب پھلے پھولے مگر ان مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوئی اور انسان پُرامن بقائے باہمی کے جذبے سے سرشار زندگی بسر کرتا رہا۔

پاکستان مسلم اکثریت کا ملک ہے لیکن اس میں مسیحی، ہندو، سکھ، بُدھ، پارسی اور دیگر غیر مسلم اقلیتیں بھی موجود ہیں۔ یہاں ہندوؤں اور سکھوں کے مقدس مقامات بھی موجود ہیں اور ہر سال ہزاروں زائرین بیرونِ ملک سے ان مقدّس مقامات کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ یہاں تمام مذاہب کے لوگوں میں باہمی اتحاد اور یگانگت پائی جاتی ہے اور کسی بھی ملک کی ترقی اور خوش حالی میں یہ اتحاد، رواداری اور یگانگت بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین میں اقلیتوں کے حقوق کا تعین کر دیا گیا ہے اور ان کو مذہبی آزادی اور بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ دراصل بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو پوری طرح احساس تھا کہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہبی فرائض آزادی سے ادا کر سکے۔ چناں چہ اُنہوں نے تشکیلِ پاکستان کے دوران خصوصاً جولائی اور اگست ۱۹۴۷ء اپنی تقاریر میں بار بار اس بات کا ذکر کیا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کے مذاہب، عقائد، جان و مال اور ثقافت کا تحفظ کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی بقا، ترقی اور خوش حالی کے لیے ضروری ہے کہ تمام مذاہب کے ماننے والوں میں ہم آہنگی ہو، وہ رواداری سے کام لیں اور ان کے آپس کے تعلقات خوش گوار رہیں۔

اخلاقیات کی اس درسی کتاب میں نہایت مفید درسی مواد کو شامل کیا گیا ہے۔ مذہب کی نفسیاتی اہمیت، اخلاقی اقدار، قومی بحرانوں میں اور جرائم کی روک تھام میں مذاہب کا کردار، عالمی مذاہب کی عطا کردہ اخلاقی اقدار سے انسانی کردار کی تشکیل عبادت گاہیں، عبادت کے طریقے اور انسانی رویوں پر عبادت کے اثرات، امام غزالیؒ، فلورنس نائیٹ انگیل جیسے مشاہیر کے افکار و کردار کو شاملِ نصاب کیا گیا ہے اسی طرح عالمی مذاہب میں سے جین مت اور مہاویر کی تعلیمات بھی شاملِ نصاب میں یہ معلومات طلبہ کے لیے مفید ثابت ہوں گی۔

اخلاقیات پڑھانے کے جو مقاصد طے کیے گئے ہیں زیرِ نظر درسی کتاب میں شامل درسی مواد انھیں پورا کرتا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ نصاب پڑھ کر طلبہ معاشرے میں مفید اور مثبت کردار ادا کر سکیں گے۔ وہ مذاہب کی بنیادی تعلیمات، اخلاقی اقدار اور سماجی زندگی کی قدر و قیمت جان کر اور مشاہیر کی زندگی کے عملی نمونوں سے استفادہ کرتے ہوئے خود کو بدلیں گے اس طرح یہ کتاب طلبہ میں بلند اخلاقی، رواداری، دوسروں کا احترام کرنے جیسی صفات پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔

ہم نے مقاصدِ تعلیم، اخلاقی تعلیمات کے خصوصی مقاصد اور طلبہ کی ذہنی سطح کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حکومتِ پاکستان کے عطا کردہ نصاب کے مطابق یہ کتاب ترتیب دی ہے اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے ارکان پر مشتمل قومی جائزہ کمیٹی نے نہایت باریک بینی سے اس کا جائزہ لیا ہے اور اسے نصاب کے عین مطابق قرار دیا۔ اُمید ہے اساتذہ اور طلبہ اسے مفید پائیں گے۔

مصنفین

باب 1

مذاہب کا تعارف

مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت:

مذاہب کا تعارف

انسان کو زندہ رہنے اور جسمانی تقاضے پورے کرنے کے لیے ہوا، پانی، خوراک اور دیگر جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے وہ سب خدا نے وافر مقدار میں پیدا کی ہیں۔ ان سے نہ صرف انسان بلکہ حیوان بھی بنیادی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ البتہ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے اس لیے جسم کے علاوہ روح کے تقاضے بھی ہیں جنھیں پورا کرنے کے لیے مذہب انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔

مذہب نہ صرف انسان کی فطرت میں داخل ہے بلکہ ہر دَور میں انسان کی اہم ضرورت رہا ہے۔ خدائے برتر نے انسان کو پیدا کیا۔ اسے اشرف المخلوقات بنایا۔ اس کی رہنمائی کے لیے مذہبی رہنما بھیجے، کتابیں اور صحیفے اتارے اور زندگی بسر کرنے کے طور طریقے بتائے۔ جس طرح کسی مشین کا خالق، مشین کے استعمال کے لیے ہدایات تیار کرتا ہے، اسی طرح خدائے برتر نے انسان کو زندگی بسر کرنا سکھایا۔ مذاہب کو ماننے والے مانتے ہیں کہ خدائے برتر نے انسان کو ایسا نظام دیا ہے جو پوری انسانی زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔

مذاہب بہت سے ہیں۔ اگرچہ الہامی اور غیر الہامی مذاہب تاریخ کے مختلف اَدوار میں وجود میں آئے، لیکن ان تمام مذاہب میں ایک بات مشترک ہے اور وہ ہے اخلاقی تعلیمات۔ خدا تعالیٰ نے انسان میں ایک اخلاقی حِس (Moral Sense) پیدا کی ہے جو اسے نیک اور بد کی تمیز سکھاتی ہے۔ یہ زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتی ہے۔ اس طرح یہ معیشت، سیاست اور معاشرت کی بنیاد پر بھی ہے۔ اسی اخلاق کے سنورنے سے تمام مسائل حل ہوتے اور اس کے بگاڑ سے معاشرے بگڑتے ہیں۔ اسی لیے مذہبی کتب کا بیشتر حصہ عقائد اور اخلاقی تعلیمات پر مشتمل ہوتا ہے بلکہ غیر الہامی مذاہب تو سراسر اخلاقی تعلیمات ہی پر مشتمل ہوتے ہیں۔

مذہب اخلاقی تعلیمات کے ذریعے سے ہر شخص کی سیرت اور کردار میں تبدیلی لاتا ہے۔ جب بہت سے افراد میں یہ تبدیلی آجائے تو معاشرہ بدل جاتا ہے۔ مذہبی تعلیمات میں خدا خوفی، دیانت داری، انسانی ہمدردی، رفاہِ عامہ، دردِل اور حقوق و فرائض کا شعور شامل ہوتا ہے۔ مذاہب اچھی تعلیمات کے ساتھ ساتھ بُرے کاموں سے بچنے کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ اُن اُمور میں انسان دشمنی، بد دیانتی،

دھوکہ دہی، چوری، جھوٹ بولنا اور نشہ کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ گویا اخلاقی قوانین اور اُصول وضوابط ان احکام پر مشتمل ہوتے ہیں جو بنی نوع انسان کے لیے مفید ہیں اور مذاہب ان کاموں سے اجتناب کرنے کا حکم دیتے ہیں جن سے فرد کی ذات یا دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ ان تعلیمات کے نتیجے میں آج بھی قدرتی آفات مثلاً زلزلے، طوفان، جنگ یا دہشت گردی وغیرہ کی حالت میں بے شمار مذہبی اور رفاہی تنظیمیں خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر سرگرم ہو جاتی ہیں۔

مذاہب عقائد کے ذریعے انسان کے دل و دماغ پر اثر کرتے اور اُسے اندر سے بدل دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں انسان بُرے کاموں سے رک جاتا ہے اور دوسروں کی بھلائی کے کاموں میں حصہ لیتا ہے جس میں کسی قسم کا لالچ اور شہرت کا حصول شامل نہیں ہوتا۔ مذاہب میں بین الاقوامیت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ مذہبی قوانین اور اخلاقیات پر مشرق و مغرب میں عمل اور ان کا احترام بھی کیا جاتا ہے۔ مذہبی اصول وضوابط ہمہ گیر ہوتے ہیں، چناں چہ دنیا بھر کے قانون ساز ادارے جو قوانین بناتے ہیں ان میں سے بیشتر قوانین مذہبی تعلیمات کی روشنی میں بناتے ہیں۔ مذہب کی اس عالمگیریت کی وجہ سے اس کے اثرات ہر دور میں اور ہر جگہ موجود رہے ہیں۔

مذہب اور نفسیات کا باہمی تعلق:

مذہب اور نفسیات کا باہمی تعلق

انسان اور مذاہب کا جنم جنم کا رشتہ ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ پتھر کے زمانے میں بھی انسان کا کوئی نہ کوئی مذہب ہوتا تھا۔ اگرچہ علم نفسیات کا شمار قدرے جدید علوم میں ہوتا ہے لیکن مذہب اور نفسیات کا ہمیشہ آپس میں گہرا تعلق رہا ہے۔ آج سے تقریباً اڑھائی ہزار سال پہلے یونان میں علم النفس کی ابتدا ہوئی، تو اسے روح کا علم (Knowledge of Soul) کہا گیا۔ بعد میں نفسیات کو ذہن، شعور و لاشعور اور آخر میں کردار کا سائنسی مطالعہ قرار دیا گیا ہے۔ گویا نفسیات ایسا علم ہے، جس میں ذہن اور کردار کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مذہب بھی انسانی ذہن کو متاثر کرتا ہے اور انسانی کردار کی نشوونما میں معاونت کرتا ہے۔ اس لیے ان دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ دوسرے لفظوں میں مذہب اس بات پر زور دیتا ہے کہ افراد کے کردار میں تبدیلی لا کر انہیں انسانیت کی تعمیر کے لیے مفید بنایا جائے۔ نفسیات کیسے ہوتا ہے؟ اور کیوں ہوتا ہے؟ کی تشریح کرتی ہے جبکہ مذہب افراد کی کردار سازی کر کے انہیں معاشرے کے لیے مفید بناتا ہے۔

ہندو دھرم، زرتشت، یہودیت، مسیحیت، اسلام، سکھ مذہب اور کئی دیگر مذاہب میں خدا کے وجود اور اس کے خالقِ کائنات ہونے کا تصور موجود ہے۔ ان تمام مذاہب میں زندگی، موت کے بعد کی زندگی اور آخرت میں جواب دہی اور جزا و سزا کا تصور بھی موجود ہے۔ یہ عقیدے انسان کے اعمال کا رُخ بتاتے ہیں۔ مذہب کی رو سے خدائے بزرگ و برتر نے انسان کو زندگی گزارنے کے احکام دیے ہیں۔ جبکہ

نفسیات بتاتی ہے، کہ انسان کے اندر ایسی قوت موجود ہے، جو اسے لذت حاصل کرنے اور اپنی خواہشات پورا کرنے پر زور دیتی ہے۔ اس کے برعکس خدائے برتر نے انسان کے اندر ایک کل بنادی ہے جو اسے بُرے کاموں سے روکتی اور اچھے کاموں پر اکساتی ہے۔ اسے اخلاقی حِس یا ضمیر کہتے ہیں۔ چنانچہ مذہب نے انسانی نفس کے تین اعمال ظاہر کیے ہیں کہ وہ اچھے، بُرے اُمور میں تمیز کرتی ہے، اچھے کاموں کو بجا لاتی ہے اور بُرے کاموں سے گریز کرتی ہے، نفسیات انسانی جبلتوں، کردار، شخصیت کی تعمیر اور شعور و لاشعور کے مباحث میں ان امور کو اہمیت دیتی ہے۔ اس طرح بعض اوقات نفسیات مذہب کی تصدیق اور تشریح کرتی ہے۔

مذہب علم کے ذرائع بتاتا ہے، جبکہ نفسیات یہ سکھاتی ہے کہ علم کیسے حاصل کیا جائے مثلاً مچھلیوں کا تیرنا، بچے کا پیدا ہوتے ہی دودھ پینا، بیا کا گھونسلا بنانا (یہ گھونسلا بناوٹ، تکنیک اور فن کا شاہکار ہوتا ہے) اور شہد کی مکھی کا چھتا بنانا وغیرہ ایسے فنون ہیں جن کی کوئی تربیت نہیں دی جاتی۔ یہ علم جانداروں کو الہام کے ذریعے سے دیا گیا، جب کہ نفسیات اسے جبلّت کہتی ہے۔

نفسیات ایک سماجی سائنس ہے اور مذہب کا موضوع معاشرہ اور فرد دونوں ہوتے ہیں۔ مذہب یہ کہتا ہے کہ انسان جو اچھا یا بُرا کام کرتا ہے۔ خدا نے اس کا ریکارڈ محفوظ کرنے کا بندوبست کر رکھا ہے اور روزِ محشر وہ اپنے اعمال سے انکار نہیں کر سکے گا۔ ماہرینِ نفسیات، مثلاً سگمنڈ فرائیڈ (Sigmund Freud)، ژونگ (Zhong) اور الفریڈ ایڈلر (Alfred Adler) نے انسان کے لاشعور کا جائزہ پیش کرتے ہوئے بتایا ہے، کہ انسان کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات تحت الشعور میں جوں کے توں محفوظ رہتے ہیں اور وقت ان پر کوئی منفی اثر نہیں ڈالتا۔

مذہب اخلاقی تعلیمات کے ذریعے بُرائی سے بچنے اور خواہشات پر قابو پانے پر زور دیتا ہے اور اُن میلانات کی بیخ کنی کرتا ہے، جو دوسروں کے لیے نقصان دہ یا تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ مذہب جذبات میں میانہ روی پیدا کرنا چاہتا ہے، کیوں کہ جذبات کی شدت اور خواہشات کی کثرت سے کئی معاشرتی مسائل پیدا ہوتے ہیں اور بعض اوقات انسان خود بھی انتہا پسندی کا شکار ہو جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں مذہب جرائم پر سزائیں دے کر نفس کی کجی کو سیدھا کر دیتا ہے اور اس طرح یہ قانون کی قوت حاصل کر لیتا اور خوف سے امن کا ضامن بن جاتا ہے۔

مذہب جن اعمال اور افعال کو گناہ قرار دیتا ہے، ان سے فرد اور معاشرہ دونوں بچے رہیں، تو معاشرت میں جرائم کم ہو جاتے ہیں۔ مذہب کا انداز نہایت حکیمانہ ہوتا ہے۔ نفسیات بھی انسان پر فکر و کردار کی کمزوری واضح کرتی رہتی ہے تاکہ معاشرے سے اُسے دُور کیا جا سکے جبکہ مذہب ان معاشرتی بیماریوں سے شفا دینے والا علاج تجویز کرتا ہے۔

مذہب انسان کا نفسیاتی سہارا:

مذہب انسان کا بہت بڑا نفسیاتی سہارا ہے۔ جب ایک فرد مشکلات میں گھر جاتا ہے، اس کا مال و متاع قدرتی آفات میں تباہ ہو جاتا ہے، اسے بیماریاں آ گھیرتی ہیں، یا اسکی فصلیں اجڑ جاتی ہیں تو اس کے عقائد اسے احساس محرومی سے بچا لیتے ہیں۔ مذہبی احکام کا پابند فرد خدائے بزرگ و برتر پر توکل کرتا ہے۔ اس کا ایمان ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے، وہ خدائے بزرگ و برتر ہی کی عنایت ہے اور یہ کہ وہی

رزاق ہے، تو ایسے میں اس کے دکھ دور ہو جاتے ہیں اور وہ پُرسکون رہتا ہے اور ہمت اور حوصلے سے دکھوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ سچائی، انصاف، ایفائے عہد اور دیانت داری جیسی صفات کی مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے سے انسان بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ مذہب درحقیقت نفسیاتی علاج ہے۔

مذہب انسان کو کئی قسم کی نفسیاتی بیماریوں سے بچاتا ہے۔ حسد، کینہ، غیبت، بدگوئی اور انتقامی جذبے جیسی منفی سوچ سے انسان کے اندر کی کیفیت بدل جاتی ہے اور بدن کے اندر ایسی رطوبتیں پیدا ہوتی ہیں جو اندرونی نظاموں کے لیے تباہ کن ہوتی ہیں۔ مذہب ان قباحتوں سے بچنے کی نہ صرف تاکید کرتا ہے، بلکہ انھیں گناہ قرار دیتا ہے۔ اس کا مفید پہلو یہ ہے کہ انسان نہ صرف ذہنی خلش اور منفی سوچ سے بچ جاتا ہے، بلکہ وہ صحت مند سوچ بھی اپنا لیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مذہب منفی سوچ کو روکتا ہے، بلکہ مایوسی اور نا اُمیدی کو بھی بُرائی قرار دیتا ہے اور دوسروں کا بھلا اور مدد کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اعتدال کی راہ پر چلنے کا حکم دیتا ہے۔ اس سے انسان کی شخصیت کے تعمیری عناصر توانا ہوتے ہیں اور کئی قسم کے نفسیاتی روگ ختم ہو جاتے ہیں۔

سائنسی ترقی کے اس دَور میں جہاں کینسر، شوگر اور بلڈ پریشر جیسی بیماریاں عام ہیں اور شراب نوشی اور دیگر نشہ آور اشیا کا استعمال زیادہ ہو گیا ہے۔ ان سے نجات میں مذہب بڑا کردار ادا کرتا ہے۔ مذہب جس طرح جنسی بے راہ روی کی روک تھام کرتا ہے اور زندگی میں میانہ روی اور توازن پر زور دیتا ہے اس سے جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی نشوونما بہتر ہو جاتی ہے اور ذہن پاک وصاف رہتے ہیں۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1۔ مذاہب کی ذاتی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

2۔ مذہب اور نفسیات کا تعلق کیا ہے؟ دو مثالوں سے واضح کریں۔

3۔ مذہب انسان کا نفسیاتی سہارا ہے اور اسے کئی بیماریوں سے بچاتا ہے۔ بحث کیجیے۔

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ انسان کی فطرت مادی وسائل کے علاوہ اور کس چیز کا تقاضا کرتی ہے؟

2۔ اِلہامی مذاہب میں کون سا عقیدہ انسان کو راہِ راست پر رکھتا ہے؟

3۔ مذہبی تعلیمات میں کون سی تعلیم پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے؟

4۔ تحت الشعور میں کس قسم کے واقعات جمع ہوتے ہیں؟

5۔ مذہب اور نفسیات کا مشترک موضوع کیا ہے؟

6۔ مذہب کس قسم کی بیماریوں کا علاج کرتا ہے؟

(ج) درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ مذہب .... تقاضے پورے کرتا ہے۔

(ا) جسمانی (ب) نفسیاتی (ج) روحانی (د) جسمانی اور روحانی

2۔ تمام مذاہب کی .... تعلیمات مشترک ہیں۔

(ا) معاشی (ب) اخلاقی (ج) معاشرتی (د) مذہبی

3۔ مذہب انسان میں اخلاقی تعلیمات کے ذریعے .... پیدا کرتا ہے۔

(ا) خداخوفی (ب) دیانتداری (ج) خدمت کا جذبہ (د) ا، ب اور ج

4۔ تمام مذاہب میں .... کا تصور موجود ہے۔

(ا) آخرت میں جوابدہی (ب) موت کے بعد زندگی (ج) خدائے برتر (د) بداعمالی کی سزا

5۔ مذہب انسان کا بہت بڑا .... سہارا ہے۔

(ا) نفسیاتی (ب) اخلاقی (ج) جذباتی (د) ذہنی

(د) خالی جگہ پُر کریں۔

1۔ مذہب انسان کی.................. میں داخل ہے۔

2۔ تین بڑے مذاہب میں یہودیت، مسیحیت ،اور.................. شامل ہیں۔

3۔ مذاہب اخلاقی تعلیمات کے ذریعے انسان کے .... میں تبدیلی کے خواہاں ہوتے ہیں۔

4۔ مذہب اس لیے موثر ہے کہ انسان کو.................. سے بدلتا ہے۔

5۔ مذہب انسان کو کوئی قسم کی نفسیاتی.................. سے بچاتا ہے۔

6۔ مذاہب زندگی میں.................. اور توازن پیدا کرتے ہیں۔

(ہ) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1۔ اخلاقی تعلیمات کے اہم نکات نوٹ کریں اور چارٹ بنا کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

2۔ اپنے استاد سے پوچھ کر عالمی مذاہب پر لکھی گئی کسی کتاب کا مطالعہ کریں اور اہم باتیں دوسرے طلبہ کو بتائیں۔

(و) اساتذہ کے لیے ہدایات:

1۔ طلبہ کو علم نفسیات کے بارے میں مختصراً بتائیں۔

2۔ طلبہ کو مذہب اور نفسیات کے موضوعات پر کتب نوٹ کرائیں۔

☆☆☆☆

مذہب،سماج اور اخلاق

اخلاق-مذہب اور معاشرہ:

اخلاق-مذہب اور معاشرہ

جدید دور کے ماہرین سماجیات و عمرانیات کا کہنا ہے کہ دو یا دو سے زیادہ لوگوں کے مِل کر رہنے کو معاشرہ کہتے ہیں۔ الفارابی کے مطابق اگر پانچ افراد مل کر زندگی گزارتے ہیں تو اُس کو خاندان کہا جاتا ہے اور خاندان ایک چھوٹا، معاشرہ ہوتا ہے۔ معاشرہ کے افراد ہی کسی نہ کسی لائحہ عمل پر زندگی گزار تے ہیں یہ لائحہ عمل عظیم ہستیوں کا وضع کردہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے معاشروں کو سدھارنے کے لیے بھیجے جاتے ہیں جن کو نبی ،رسول، اوتار اور ترتھانکرا کہا جاتا ہے۔خالق کائنات کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کو مذہب کہتے ہیں۔

اخلاق کسی بھی قوم کی زندگی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے،خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو۔اخلاق دنیا کے تمام مذاہب کا مشترکہ باب ہے۔جس پر کسی کا اختلاف نہیں۔انسان کو جانوروں سے ممتاز کرنے والی اصل شے اخلاق ہے۔اخلاق اچھے اور عمدہ اوصاف و کردار ہیں جس کی قوت اور درستی پر قوموں کے وجود، استحکام اور بقا کا انحصار ہے۔ معاشرہ کے بگاڑ اور سنوار سے قومیں براہِ راست متاثر ہوتی ہیں۔معاشرہ اصلاح پذیر ہو تو اِس سے ایک قوی،صحت منداور باصلاحیت قوم وجود میں آتی ہے اور اگر فساد کا شکار ہو تو معاشرے کو گھن کی طرح کھا جاتی ہے۔جس معاشرے میں اخلاق نہ ہو وہ کبھی مہذب نہیں بن سکتا اور جس معاشرے میں جھوٹ ، بددیانتی عام ہو جائے وہ کبھی پُرامن نہیں ہوسکتا۔معاشرے اور اخلاق کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔اچھے انسان کی پہچان ہی اُس کا اخلاق ہے۔

جس طرح ایک فرد کو جسمانی نشوونما اور زندہ رہنے کے لیے تازہ ہوا، خوراک اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح کسی معاشرے کو صحت بخش بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے اخلاقیات کی ضرورت ہوتی ہے۔اخلاق انسانیت کا وہ بنیادی جوہر ہے،جس کے بغیر کسی معاشرے کا زیادہ عرصے تک قائم رہنا مشکل ہوتا ہے۔اسی لیے مذاہب جن کا بنیادی کام بنی نوع انسان کی رہنمائی ہے، ان کی تعلیمات کا بڑا حصہ اخلاقیات پر مبنی ہوتا ہے۔

فرد کی شخصیت اگرچہ مذہب اور عمرانیات کا موضوع ہے لیکن معاشرے کی اجتماعی تعمیر اور استحکام کو ہر دَور میں زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے۔افلاطون اور ارسطو نے اپنی تعلیمات میں فرد کی بجائے اجتماعیت کی بات کی۔ان کے خیال میں اخلاقیات کا مقصد بھی ایسا نظام بنانا

تھا،جس میں عوام اپنے اخلاق کی تعمیر کر سکیں۔ معاشرے کو فرد پر اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے، کہ معاشرہ افراد کی تربیت کرتا ہے۔ ایک انسان کا ضمیر، صحیح اور غلط کا فیصلہ کرتا ہے اور یہ اجتماعی ضمیر کی آواز پر کان دھرتا اور اس سے متاثر ہوتا ہے۔ اگر معاشرے کی اخلاقی اقدار پختہ ہیں، تو افراد پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور اگر چاروں طرف جرائم کی دنیا آباد ہو تو انسانی ضمیر خلش محسوس نہیں کرتا اور نہ وہ اپنے اخلاقی اصول پر قائم رہ سکتا ہے۔

سماج کو مضبوط اخلاقی بنیادوں پر پروان چڑھانے اور قائم رکھنے کی ضرورت ابتدائی معاشرہ قائم ہوتے ہی محسوس کی جانے لگی تھی لیکن سوال پیدا ہوا، کہ کوئی ایک فرد یا چند افراد ایسے قوانین بنا دیں تو کیا انھیں قبول کر لیا جائے گا؟ یہ انسانی فطرت ہے کہ جس قانون کو اس کا دل و دماغ نہ مانے وہ اس پر عمل نہیں کرتا۔ اس لیے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو بار بار توڑا بھی گیا اور تبدیل بھی کیا گیا۔ اب انسان سوچنے پر مجبور ہوا کہ کوئی ایسی ہستی ہو جس کے قانون کو سب تسلیم کریں اسی سے بات بنے گی۔ مذاہب نے خدائے برتر کے قوانین بتائے۔ الہامی مذاہب نے بتایا کہ انسان کی زندگی کا دستور العمل کیا ہے؟ خدا تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے ذریعے زندگی بسر کرنے کے عملی طریقے بھی بتائے۔ کتابیں نازل کیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مختلف اوقات میں الہامی مذاہب کے علاوہ بھی مذاہب پیدا ہوئے' پھلے پھولے اور ان کے بانیوں نے اخلاق کی تعلیم دی۔ سماج کے بگاڑ کو دُور کرنے اور بدنظمی سے بچانے کے لیے مختلف اقوام کے قانونی اداروں نے قانون سازی بھی کی ہے۔ ان تمام اقدامات کا جائزہ لیا جائے، تو مذہب کی تعلیمات زیادہ موثر نظر آتی ہیں۔

مذاہب کی تعلیمات چونکہ انسانی فطرت کے قریب ہوتی ہیں اس لیے ایک فرد مذہب کی اخلاقی تعلیمات کو بہ آسانی قبول کرتا اور اپنی خواہشات کو بخوشی معاشی خواہشات کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ مذاہب کی تعلیمات عموماً پوری انسانیت کے لیے ہوتی ہیں جب کہ ایک انسان یا ادارے کے بنائے ہوئے قوانین کا دائرہ محدود ہوتا ہے۔

نظامِ اخلاق کسی قوم کی رسوم، عادات اور عقائد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس نظام کو بنانے میں مذہب سب سے اہم کردار ادا کرتا ہے، کیوں کہ رسوم اور عادات عقائد سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ آب و ہوا، محل وقوع اور ایک قوم کے دوسری قوم کے ساتھ تعلقات بھی اخلاق پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اخلاقیات کی تعلیم میں فرد کو بھی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اخلاقی تعلیمات اس کے کردار اور سیرت ہی کے لیے ہوتی ہیں۔ معاشرہ اس لیے اہم ہے، کہ انقلابی تبدیلیوں کو جگہ دیتا اور پائیدار بناتا ہے۔ مذاہب کی اخلاقی تعلیمات اس لیے موثر رہتی ہیں کہ ان کا پیغام پوری انسانیت کے لیے ہوتا ہے اور یہ فوری نتائج کی طالب نہیں ہوتیں، بلکہ اُن کی نظر دُوررس نتائج پر ہوتی ہے۔

مذاہب ہمیشہ سے اخلاقی اقدار کے علم بردار رہے ہیں۔ اخلاق میں رحم دلی، ایثار، اخوت، احسان اور جرأت مندی کے علاوہ بہت سی دیگر خوبیاں ایسی ہیں جو اکثر مذاہب میں مشترک ہیں۔ اسی طرح مذاہب جھوٹ، مکروفریب، بددیانتی، قتل و غارت، ظلم اور نشہ کرنے سے منع کرتے ہیں، حتیٰ کہ ہر مذہب میں انسان کی عزت نفس کا اتنا خیال رکھا گیا ہے کہ غیبت کو گناہ اور الزام دینے کو قانونی جرم قرار دیا ہے۔ مذاہب مختلف زمانوں میں ہونے والی تبدیلیوں کے مطابق انسانی اخلاق کو بہتر بنانے کے لیے راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیں

مذہب کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے کے لیے مذہبی تعلیمات حاصل کرنی چاہیں ۔تمام مذاہب نے انسانی جان اور عزت و آبرو کی حرمت کو بہت اہمیت دی ہے اور ظلم کی بنیاد پر کسی بھی شخص کے جان و مال اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچانا ممنوع قرار دیا ہے۔

مذاہب اخلاقیات کے ماخذ ہیں۔اس لیے ایک شخص کے انفرادی اخلاق کی بات ہو یا کسی قوم کے اجتماعی اخلاق کا ذکر ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر اخلاقیات مذاہب سے اخذ کی گئی ہوتی ہیں اور مشرق و مغرب میں انہیں تسلیم کیا جاتا ہے۔انسانی جان مال اور عزت و آبرو کا احترام، انفرادی اور اجتماعی آزادی، حق ملکیت اور تعلیم حاصل کرنے کے حق کو ہر مذہب اور قوم بنیادی انسانی حقوق کے طور پر تسلیم کرتی ہے ،اگر کوئی معاشرہ ان حقوق کا احترام نہ کرے تو دنیا اسے اخلاق سے عاری سمجھتی ہے اور وہ جلد ہی زوال کا شکار ہو کر مٹ جاتا ہے۔

محاسنِ اخلاق میں عدل و انصاف، شجاعت، عفت اور حکمت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔کچھ شخصی اخلاقیات، مثلاً دیانت داری، سچائی، صبر اور ایثار جہاں فرد کی قائدانہ صلاحیتوں کو پروان چڑھاتی ہیں وہاں ان سے معاشرہ بھی مضبوط ہوتا ہے۔دوسری طرف انتقام، ظلم، حرص و ہوس، حق تلفی اور بد دیانتی کو معاشرہ اور مذہب دونوں ناپسند کرتے ہیں۔

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ انسانی کردار ہی سے معیشت ترقی کرتی ہے۔ دیانت داری، حُسنِ اخلاق ، مناسب دام اور دوسروں کے حقوق کا احساس معاشی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔انسانی تہذیب معاشروں کی اخلاقی قوت سے تقویت پاتی ہے اور پروان چڑھتی ہے۔اخلاقی جواز کے بغیر اُٹھایا گیا کوئی قدم کسی بھی قوم اور معاشرے میں پذیرائی حاصل نہیں کر پاتا۔

دنیا کی بہت سی قومیں معاشرے اور افراد ظلم اور دوسروں کی حق تلفی سے محض اس لیے رکے رہتے ہیں کیونکہ وہ اسے مذہبی تعلیمات کے منافی سمجھتے ہیں اور موت کے بعد کی زندگی میں جواب دہی کا احساس انھیں جرائم سے باز رکھتا ہے یا معاشرتی اخلاقی دباؤ انھیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہے۔ گویا جہاں مذہب اور اخلاق کا تعلق نہایت گہرا ہے، وہاں دونوں کے مقاصد میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ دین روحانیت کا علم بردار ہوتا ہے اور جو معاشرے صرف عقل کی بنیادوں پر استوار ہوتے ہیں۔ان میں بھی روحانیت کی اخلاقی اقدار موجود ہوتی ہیں گویا دین اور دانش میں تصادم نہیں، بلکہ بڑی قربت ہے۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1۔ اخلاق اور معاشرہ پر نوٹ لکھیں۔

2۔ ''مذہب کی اخلاقی اہمیت کیا ہے'' بحث کریں۔

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ کسی معاشرے کی بقا کے لیے کون کون سے عوامل ضروری ہیں؟

2۔ اخلاقیات کے باب میں فرد اور معاشرے میں سے کس کو زیادہ اہمیت حاصل ہے؟

3۔ انسانی ضمیر کس سے زیادہ متاثر ہوتا ہے؟

4۔ اخلاق کی دو امتیازی خوبیاں کیا ہیں؟

5۔ اخلاق کے بڑے بڑے ماخذ کون کون سے ہیں؟

6۔ چار محاسنِ اخلاق اور چار معائبِ اخلاق کے نام لکھیں۔

(ج) درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ معاشرے کو صحت بخش بنیادیں فراہم کرنے کے لیے.................کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ا) معاشی استحکام (ب) سیاسی استحکام (ج) اخلاقی نظام (د) مستحکم منصوبہ بندی

2۔ صحیح اور غلط کا فیصلہ.................کرتا ہے۔

(ا) فرد (ب) معاشرہ (ج) ضمیر (د) دماغ

3۔ انسانی فطرت ہے کہ کسی قانون اور ضابطے کو.................قبول نہ کریں تو اس پر عمل نہیں ہوتا۔

(ا) افراد (ب) دانشور (ج) حکمران (د) دل و دماغ

4۔ نظامِ اخلاق کی تعمیر میں سب سے اہم کردار.................کا ہوتا ہے۔

(ا) قانون ساز اداروں (ب) معاشرے (ج) مذہب (د) دل و دماغ

5۔ معیشت کی ترقی کا انحصار.....................پر ہوتا ہے۔

(ا) سرمایہ کاری (ب) انسانی کردار (ج) محنت (د) ذہانت

(د) صحیح جملے کے سامنے ''ص'' اور غلط کے سامنے ''غ'' لگایئے۔

1۔ فرد کی شخصیت مذہب اور نفسیات کا موضوع ہے۔

2۔ مذاہب کی تعلیمات انسانی فطرت کے مطابق ہیں۔

3۔ دین اور دانش باہم متصادم ہیں۔

4۔ نظام اخلاق کسی قوم کی رسوم، عادات اور عقائد کا مجموعہ ہوتا ہے۔

5۔ انسانی کردار معیشت کی ترقی میں کوئی حصّہ نہیں لیتا۔

(ہ) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

-1 لائبریری جا کر کہانیوں کی کتابوں سے محاسنِ اخلاق پر مختلف مذاہب کی کہانیاں پڑھیں۔

(و) اساتذہ کے لیے ہدایات:

-1 طلبہ کو اُن لوگوں کی کہانیاں سنائیں جنھوں نے انسانیت کی خدمت کے لیے زندگی وقف کر دی، تاکہ طلبہ بھی اپنے اندر وہی اوصاف پیدا کریں۔

☆☆☆☆

باب
2

جین مت

تعارف اور ارتقا:

انسان کی زندگی کبھی بھی مذہب سے خالی نہیں رہی،لیکن قدیم سرزمین برصغیر اس لحاظ سے زیادہ زرخیز ثابت ہوئی کہ تین ہزار سال قبل مسیح (BC) میں یہاں بدھ مت اور جین مت جیسے مذاہب نے جنم لیا جن کی وجہ سے مختلف تہذیبیں پروان چڑھیں۔آریاؤں کی آمد سے پہلے جو بڑے بڑے مذاہب یہاں موجود تھے اور اب تک قائم ہیں وہ ہندو دھرم، بدھ مت اور جین مت ہیں۔ان تینوں مذاہب میں عقائد اور اور رسوم کے باہمی اشتراک کے ساتھ،ان کا ثقافتی اور لسانی پس منظر بھی ملتا جلتا ہے۔اسی لیے جین مت کا عمومی مطالعہ کرنے والے اسے دیگر مذاہب کی شاخ یا پنتھ سمجھتے ہیں۔درحقیقت عقائد اور مذہبی فکر کے لحاظ سے یہ ایک الگ مذہب ہے۔جبکہ دنیا بھر میں اس کے ماننے والوں کی تعداد تقریباً چالیس سے پچاس لاکھ ہے۔پاکستان کے علاوہ جین مت کے ماننے والے ہندوستان، سری لنکا، فجی، کینیا، برطانیہ، نیپال، برما، ملائشیا، یورپ، امریکا اور کینیڈا میں بھی قیام پذیر ہیں۔

جین مندر

آج سے تقریباً پانچ ہزار (5000) سال قبل مسیح (BC) جین مت اور بُدھ مت پروان چڑھے۔جین مت کے ماننے والے اسے ایک ابدی اور لازوال مذہب سمجھتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ مذہب سدا سے قائم ہے اور ہمیشہ باقی رہے گا۔ان کے عقیدے کے مطابق اس میں مختلف زمانوں میں اصلاح کار اور رہبر و راہنما آتے رہے ہیں۔ان میں سب سے پہلے تر تھانکر (Tirthankara) شری رِشودی اور آخری مہاویر تھے۔ان تمام مصلحین نے طویل عمریں پائیں۔

اس مذہب کا بانی مہاویر کو سمجھا جاتا ہے لیکن اس مذہب کے پیروکار خود دعویٰ کرتے ہیں کہ مہاویر سے پہلے تقریباً تئیس

تر تھانکر (Tirthankara)، بعض پیغمبر یا مصلحِ قوم مختلف ادوار میں آ کر گزر چکے تھے جنھوں نے دنیا سے نجات اور سچائی کے پر چار کے لیے اپنی خدمات سرانجام دیں اور چوبیسویں پیغمبر مہا تما مہاویر تھے۔

جین مت میں آخری تر تھانکر (Tirthankara) مہاویر کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیوں کہ انہوں نے جین مت میں دور رس تبدیلیاں کیں اور اس کی اشاعت اور استحکام کے لیے بڑی خدمات سرانجام دیں۔ اسی بنا پر انھیں جین مت کا بانی تصور کیا جاتا ہے حالانکہ یہ مذہب ان سے بہت پہلے بھی موجود تھا۔ مہاویر کی تعلیمات کی بنیاد تیئسویں تر تھانکر (Tirthankara) شری پارش ناتھ کی تعلیمات پر رکھی گئی ہیں جو کہ اپنے دور میں جین مت کے سر براہ تھے۔

جین مت کے نزدیک سب سے پہلے مصلح یا پیغمبر کا نام شری رِشودی تھا۔ اس نے اپنے تاج و تخت کو ٹھکرا دیا اور اپنے بیٹے بھرت (Bharata) کو تخت دے دیا۔ یہ پہلا بادشاہ تھا جو شاہی شان و شوکت چھوڑ کر ایک سادھو یا مصلح بنا۔ جینی اس کے عرصۂ حیات کو کئی ہزار سالوں پر محیط بتاتے ہیں۔ جینیوں کا خیال ہے کہ اس زمانے کی نسبت اس زمانے کی عمریں بہت زیادہ طویل ہوا کرتی تھیں اور پھر عمریں آہستہ آہستہ کم سے کم ہوتی چلی گئیں۔ یونانیوں میں بھی اس طرح کے خیالات پائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ تیئسویں مصلح یا پیغمبر جس کا نام پرشوناتھ تھا انھوں نے محض ایک سو سال کی عمر پائی اور یہ پیغمبر مہاویر سے ڈھائی سو سال پہلے تھے۔

کلپا شاستر (Kalpasutra)

شری پارش ناتھ جین مت میں ایک تاریخی شخصیت ہیں اور انھیں جین مت کا حقیقی بانی بھی تصور کیا جاتا ہے۔ جین مت کی مذہبی کتاب کلپا شاستر (Kalpasutra) جسے مہاویر کے نروان کے تقریباً ہزار سال بعد بھدرا باہو (Bhadrabahu) نے تحریر کیا۔ شری پارش ناتھ اور مہاویر کی زندگی کے مختصر حالات پر روشنی ڈالتی ہے۔ شری پارش ناتھ بھی دوسرے مصلحوں کی طرح کھشتر یوں کے خاندان سے ہی تعلق رکھتے تھے جنھیں برہمن دوسرے درجہ کی ذات سمجھتے تھے، کھشتر ی برہمنوں کو خود سے اعلیٰ و برتر تسلیم نہیں کرتے تھے۔ شری پارش ناتھ نے اپنی زندگی کے ابتدائی تیس سال بڑے شاہانہ طریقے سے گزارے، بعدازاں تارک الدنیا ہو گئے اور تین ماہ کی سخت ریاضت کے بعد انھیں گیان دھیان کے بعد پیغمبر کا درجہ ملا اور اس اعلیٰ درجے پر وہ تقریباً ستر (70) سال تک فائز رہے۔ ان کے حصول نروان کا واقعہ بھی دلچسپ ہے۔ جب وہ اپنے دوستوں میں بیٹھے ہوئے تھے تو انھیں یہ بلند مرتبہ حاصل ہوا۔

شری پارش ناتھ کی تعلیمات/جین مت کی ابتدائی تعلیمات:

شری پارش ناتھ کی تعلیمات کا لب لباب بھی تقریباوہی تھا جومہاویر کی تعلیمات کا نصب العین تھا۔شری پارش ناتھ نے اپنے پیروکاروں پر چار پابندیاں لگائی تھیں۔شری پارش ناتھ نے اپنے پیروکاروں کوصرف دو کپڑے پہننے کی اجازت دے رکھی تھی یعنی ایک اوپر کا لباس اوردوسرا جسم کے نچلے حصّے کا لباس استعمال کریں۔

شری پارش ناتھ نے اپنے پیروکاروں پر چار پابندیاں لگائی تھیں۔وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ کسی بھی جاندار کی جان نہ لیں۔

2۔ ہمیشہ سچ کا پالن کریں۔

3۔ چوری نہ کریں۔

4۔ کوئی جائیداد نہ بنائیں۔

5۔ عفت اور پاکیزگی اختیار کریں۔(مہاویر نے ان پر پانچویں پابندی کا اضافہ کردیا)

جین مت کا ارتقا:

جین مت کے ظہور اور اس کی پذیرائی کا عہد بھی وہی ہے جو بدھ مت کا زمانہ تھا۔جینی فکر وفلسفہ بھی بدھ مت کے افکار سے زبردست مماثلت رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود جین مت کو قدیم ہندوستان کے علاقوں میں وہ پذیرائی اور فکری تقویت حاصل نہ ہوسکی جو بدھ مت کو نصیب ہوئی۔اس سلسلے میں صرف پروفیسر ہیرالال یہ دعویٰ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ سکندراعظم کے حملے تک یعنی 327 قبل مسیح تا320 قبل مسیح (BCE) میں جین مت دریائے سندھ کے کناروں تک پذیرائی حاصل کر چکا تھا۔

سرزمین ہندوستان تین ہزار قبل مسیح (BC) میں نئی سماجی تحریکوں اور نئے مذاہب کی آماجگاہ بن چکی تھی۔بدھ مت کی مذہبی کتابوں سے واضح ہوتا ہے کہ مہاتما بدھ کے عہد میں تقریباتریسٹھ مکاتب فکر پائے جاتے تھے جوتمام برہمن نقطہ نظر کے مخالف تھے۔جین مت کی کتب میں بھی اس طرح کے حوالے ملتے ہیں جن سے غیر برہمن نقطہ نظر کی کثیر تعداد میں موجودگی کا ثبوت ملتا ہے۔اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ برہمن کے فکر وفلسفہ کے خلاف باغیانہ افکار بدھ مت اورجین مت کے ظہور سے بھی قبل پائے جاتے تھے۔

جین مت کی ترویج وترقی:

جین مت کے اصول وضوابط بدھ مت کی طرح نہ تو آسان تھے اور نہ ہی زود فہم تھے یہی وجہ تھی کہ جین مت کی ترویج وترقی برصغیر میں اس پیمانے پر نہ ہو سکی جس طرح بدھ مت کی ہوئی تھی۔ اس مذہب کے بہت سے ایسے اُصول بھی تھے کہ جن پر عمل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا اور یہی بنیادی وجہ تھی کہ یہ مذہب بدھ مت کے مقابلے میں زیادہ مقبولیت حاصل نہ کر سکا اور اسے زیادہ تر تاجروں اور امراء قسم کے لوگوں نے ہی پذیرائی بخشی۔ اگرچہ کچھ راجاؤں نے بھی اسے سرپرستی بخشی۔ جس طرح چندر گپت موریا، نندا اور ناگ خاندان کے حکمرانوں نے اسے قبول کیا اور اس کی ترویج میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ کشان کے عہد میں بھی متھرا میں یہ کافی مقبول ہوا۔ ہرش وردھن کے عہد میں مشرقی ہند اور جنوبی ہند میں کافی پذیرائی ملی۔ چلوکیہ، ہوسیالہ اور راشٹر کوٹہ خاندانوں کی بھی اس کو سرپرستی حاصل رہی۔ ایک اندازہ کے مطابق جین مت کے ماننے والے آج بھی برصغیر بالخصوص ہندوستان کے علاقے راجپوتانہ، بمبئی اور شمال مغربی ہند میں بکثرت پائے جاتے ہیں تاہم یہ مذہب برصغیر سے باہر وہ پذیرائی حاصل نہ کر سکا جو کہ بدھ مت کو نصیب ہوئی۔

تر تھانکر کا تعارف:

تر تھانکر (Tirthankara) کی تصاویر کو ذاتی دیوتاؤں کے طور پر نہیں پوجا جاتا جو برکت دینے یا انسانی واقعات میں مداخلت کرنے کے قابل ہوں۔ بلکہ جین مت اس امید کے ساتھ عظیم ہستیوں کے نمائندے کے طور پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ وہ ترک کرنے کے احساس اور اعلیٰ ترین خوبیوں سے معمور ہو جائیں اور اس طرح ان کی آخری آزادی کے راستے میں حوصلہ افزائی کی جائے۔

جین مت میں تر تھینکروں (Tirthankaras) کو جینا یا تمام جبلتوں کا فاتح کہا جاتا ہے، چوبیس (24) تر تھانکرا ہیں۔ اصطلاح ''تر تھانکر'' تیرتھا اور ''سمسارا'' کا مجموعہ ہے۔ ''تیرتھا'' ایک زیارت گاہ ہے اور ''سمسارا'' دنیاوی زندگی ہے۔ جس نے سمسارا پر فتح حاصل کی ہے اور ''کیول جنانا'' کو حاصل کرنے کے لیے نفس کی اصل فطرت کو سمجھا ہے وہ تر تھانکر (Tirthankara) ہے۔

تر تھانکر جین دھرم کے نجات دہندہ اور روحانی استاد ہیں۔ سنسکرت میں 'تر تھانکر' کا مطلب ہے "Ford-maker" اور اسے "جینا فاتح" (Jina Victor) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ جینی صحیفے کے مطابق تر تھانکر ایک نادر فرد ہے جس نے سمسار، موت اور پنر جنم کے چکر کو اپنے طور پر فتح کیا ہے، اور دوسروں کے لیے پیروی کرنے کا راستہ بنایا ہے۔

تر تھینکروں (Tirthankaras) کے بارے میں چند نکات درج ذیل ہیں:

1۔ جین مت میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہر کائناتی دور (Cosmic Period) میں چوبیس (24) تر تھینکرز (Tirthankaras) پیدا ہوتے ہیں۔

2۔ فن میں تر تھینکروں (Tirthankaras) کو کیوتسرگ پوز (جسم کو برخاست کرنا) میں دکھایا گیا ہے۔

3۔ آرٹ میں تر تھانکر (Tirthankara) کی تصویر کشی کرنے کے لیے دوسرا مشہور پوز ایک ثالثی کا پوز ہے جہاں وہ شیر کے تخت پر ٹانگیں پھیلائے بیٹھا ہے۔

4۔ چوبیس (24) ترتھینکروں (Tirthankaras) کو علامتی رنگوں یا نشانات سے ایک دوسرے سے ممتاز کیا جاتا ہے۔

5۔ چوبیس (24) ترتھینکروں (Tirthankaras) کے نام ان خوابوں سے متاثر ہیں جو ان کی متعلقہ ماؤں نے ان کی پیدائش سے پہلے دیکھے تھے، یا ان کی پیدائش سے متعلقہ حالات سے متاثر ہو کر رکھے گئے۔

6۔ کلپا شاستر (Kalpasutra) جینیوں کی ایک مذہبی تحریر ہے جس میں 24 ترتھینکروں (Tirthankaras) کی سوانح حیات کا تذکرہ ہے (یہ بظاہر مہاویر کے نروان کے ہزار سال بعد دگامبر فرقے کے جین مُنی بھدرا باہو (Bhadrabahu) نے مرتب کیا ہے)۔

7۔ کلپا شاستر (Kalpasutra) میں پہلے ترتھانکر (Tirthankara) رشبھا (Rishabha) کا ذکر ملتا ہے۔

جین مت کے 24 ترتھینکروں کے نام ان کی علامتوں، نشانوں اور رنگوں کے ساتھ درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	ترتھانکر کا نام	ماتا رانی / پِتا جی	علامت/نشان	جائے پیدائش
1-	شری رِشودی	مرو دیوی، نابھی رائے	بیل	ایودھیا
2-	شری اجیت ناتھ	وِجے۔ جتشترو	ہاتھی	ایودھیا
3-	شری شمبھو ناتھ	سینا۔ جِتا	گھوڑا	شاوستی
4-	شری ابھینندن	سِدھارتھا، سنبر	بندر	ایودھیا
5-	شری سُ متی ناتھ	سُمنگلا۔ میگھرتھ	کروچ	ایودھیا
6-	شری پدم پُربھ	سُمترا، سری دھر	کمل	کوشنبی
7-	شری سُ پارشو	پرتھوی، پرتِشُ بھ	سواستِک	بارانس
8-	شری چندر پربھ	لکشمنا، مہاسین	چاند	چندن پوری
9-	شری سُ ودھی ناتھ	راما دیوی، سُگریو	مست	کا نکدی
10-	شری شیتل ناتھ	نندا دیوی، شری وتس	دررِتھ	بھدل پور
11-	شری آنش ناتھ	وَشنو دیوی، وِشنو	گینڈا	سِنگھ پورہ
12-	شری واسُپو جے	جے، واسو پوج	بھینس	چنپا پوری
13-	شری وِل ناتھ	سیاما، کرت ورما	سُور	چنپہ کپل پورہ
14-	شری اننت ناتھ	سُ لیتا، سِنگھ سُ ین	سِکر	ایودھیا
15-	شری دھرم ناتھ	سُدرتا، بھان	وجر	رتن پوری
16-	شری شانتی ناتھ	اچرا، وِشوسین	مرگ	ہستنا پور

نمبر شمار	ترتھانکرا کا نام	ماتا رانی / پتا جی	علامت/نشان	جائے پیدائش
17-	شِری کُنتھ ناتھ	شِری، سُک	بکرا	ہستناپور
18-	شِری اره ناتھ	دیوی، سُدرشنا	نندا ورت	ہستناپور
19-	شِری ملّی ناتھ	پربھاوتی، کُنبھ	گھوڑا	مِتھلا
20-	شِری مُنی سورت	پدما، سمِتر	کچھوا	راج گرِہ
21-	شِری نمِ ناتھ	وِپرا، وِجے	نیل کمل	مِتھلا
22-	شِری نیم ناتھ	شِوا، سمُندر وجے	سنکھ	شوریاپور
23-	شِری پارش ناتھ	واما، اشوسین	سانپ	وارانسی
24-	شِری مہاویر	ترشیلا، سدھارت	شیر	کھشتری کُنڈ

جین مت کے سب سے نمایاں ترتھینکروں کے بارے میں چند حقائق:

1۔ شِری رِشودی:

یہ وادی سندھ کی تہذیب سے پہلے موجود تھے۔ بھگوت پران میں انہیں بھگوان وشنو کا اوتار کہا گیا ہے۔ ویدوں میں بھی شِری رِشودی کے نام کا ذکر ہے۔ اس کے کئی بیٹے تھے جن میں بھرت (Bharata) اور باہوبلی (Bahubali) زیادہ مشہور ہیں۔ جین مت کے رسم الخط کا نام ''براہمی (Brahmi)'' ان کی بیٹی کے نام کی مناسبت سے ہے۔

2۔ شِری ملّی ناتھ:

شِری ملّی ناتھ انیسویں (19) ترتھانکر (Tirthankara) تھے۔ مالی ایک عورت تھی تاہم کچھ دگمبر فرقے کے جینیوں کا خیال ہے کہ وہ ایک مرد کے طور پر دوبارہ پیدا ہوئی تھیں اور پھر ترتھانکر (Tirthankara) بنے تھے۔

3۔ شِری نیِم ناتھ:

وہ بائیسویں (22) ترتھانکر (Tirthankara) تھے۔ اسے بھگوان کرشنا (ایک ہندو دیوتا) کا رشتہ دار بتایا جاتا ہے۔ مصوری میں اسے سیاہ رنگت سے آراستہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

4۔ شری پارش ناتھ:

شِری پارش ناتھ تیئیسویں (23) ترتھانکر (Tirthankara) تھے۔ وہ وردھمن مہاویر سے دوصدیاں پہلے موجود تھے۔ وہ 817 قبل مسیح (BCE) میں بنارس (ایک شہر کا نام) میں پیدا ہوئے تھے۔ اس نے جین مت کا پرچار کیا جسے بعد میں مہاویر نے زندہ کیا۔ اس نے جھارکھنڈ میں کوہ سمیتا (پارسناتھ) پر کیوَلیہ (Kaivalya) کو حاصل کیا۔ کرناٹک کے نواگرہ جین مندر میں شِری پارش ناتھ کی سب سے اونچی مورتی ہے۔

سویتامبر فرقہ (Svetambara) (جین مت کا سفید پوش فرقہ) کے مطابق شِری پارش ناتھ نے چار پابندیوں کی بنیاد رکھی:

i۔ اہنسا ii۔ ستیہ iii۔ استیہ iv۔ اپری گَرہ v۔ برہم اچاریہ (جسے مہاویر نے شامل کیا تھا۔)

5۔ شِری مہاویر:

وہ جین مذہب کے چوبیسویں (24) ترتھانکر (Tirthankara) تھے۔ وہ سدھارتھ اور ترشلا کے بیٹے تھے۔ وہ بہار میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ گوتم بدھ کے ہم عصر تھے۔ تیس سال کی عمر میں اس نے اپنا دنیاوی مال چھوڑ دیا اور کیوالا گنان کی طرف زاہدانہ زندگی کی تلاش کی۔ اس نے سل کے درخت (Sal Tree) کے نیچے کیوَلیہ (Kaivalya) کو حاصل کیا۔ اس نے پاواپوری بہار میں نروان (Nirvana) حاصل کیا۔

جین مت کا ادب اور فنِ تعمیر

جین مت کو برصغیر میں وہ ترقی وترویج حاصل نہ ہوسکی جو کہ بدھ مت کے حصے میں آئی لیکن جینیوں نے ادب اور فن تعمیر میں کافی ترقی کی۔ ان کا تمام مذہبی ادب پراکرت زبان میں قلمبند کیا گیا ہے جو انتہائی وسیع ودقیق ہے۔ جینیوں کی بعض مذہبی کتب تو انتہائی قدیم ہیں جو آج بھی جنوبی ہند کے قدیم ادب میں جین مذہب کی عکاسی کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ جین مت کے صحیفوں کے مطابق جین مت کے فلسفے کو آخری ترتھینکروں (Tirthankaras) یعنی وردھمان مہاویر نے رسمی شکل دی تھی بعد میں جین مت کے فلسفے کو ان کے شاگردوں نے آگے بڑھایا جنھیں ''گنادھر'' کہا جاتا ہے۔ گنادھروں اور آچاریوں کے کردار کو اس حقیقت سے سمجھا جاسکتا ہے کہ جین کے تمام صحیفے گنادھر اور آچاریوں کے ذریعہ نہ کہ ترتھینکروں (Tirthankaras) کے ذریعے بنائے گئے ہیں۔

جین مت کی فنی ترقی اس کے فن تعمیر کی خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اس کے فن تعمیر کے خوبصورت نمونے چتوڑ میں واقع فتح کا مینار اور ایک ستر(70)فٹ لمبا مجسمہ جو گرینائٹ کے ایک بڑے پتھر سے تراش کر بنایا گیا ہے اور ایک پہاڑی کی چوٹی پر نصب کیا گیا ہے اسے جین فن تعمیر کا بہترین شاہکار کہا جاسکتا ہے۔

جین مت میں ہر قسم کی آرائش و زیبائش اور زیورات کے استعمال کی بھی ممانعت ہے۔جینی نظریے کے مطابق تمام پابندیوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے صحیح علم،عقیدہ اور درست کردار اپنانے پر بڑا زور دیا گیا ہے۔جینیوں کے نزدیک یہی وہ تین خوبیاں ہیں جن کے ذریعے انسانی روح آواگون یعنی تناسخ کے بکھیڑوں سے نکل سکتی ہے اور انسان نجات حاصل کرسکتا ہے اسے جینی عقیدہ کی آخری منزل قرار دیا گیا ہے۔جین مت میں اہم حصہ یعنی عدم جارحیت یا عدم تشدد پر بڑا زور دیا گیا ہے یہاں تک کہ درختوں،دھات اور پانی کو بھی نقصان نہ پہنچانے کی سخت تلقین کی گئی ہے۔

جین مت کی تقسیم:

جین مت بھی بدھ مت کی طرح دو حصوں میں تقسیم ہوگیا تھا۔

1۔ دگمبر فرقہ: (Digambara)(مادرذات برہنہ)

2۔ سویتامبر فرقہ: (Svetambara)(سفید پوش)

دگمبر فرقے کے لوگ ننگے ہی رہتے تھے جبکہ سویتامبر فرقے کے پیروکار خوش لباس اور دنیاوی آسائشوں سے بھرپور مستفید ہوتے تھے۔اس مذہب کے دو فرقوں میں بٹ جانے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ چوتھی صدی قبل مسیح میں جب بھارت کا شمالی علاقہ خوفناک قحط کا شکار ہوا تو جین مت کے بکثرت پیروکار یہ علاقہ چھوڑ کر اس دور کے مشہور راہب بھدرا باہو(Bhadrabahu) کی قیادت میں دکن کی طرف چلے گئے تھے۔وہاں انہوں نے میسور اور اس کے گردونواح میں سکونت اختیار کرلی تھی۔مگر جو لوگ ہجرت کے لیے آمادہ نہ ہوتے تھے وہ پاٹلی پترا(Patliputra) میں ہی رہے۔ان لوگوں نے اپنی مقدس مذہبی کتب اور عقائد پر نظر ثانی کرنے کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل دی تھی اور اسی کے نتیجے میں جین مذہبی کتابیں (انگا) ضبط تحریر میں آئیں اور جب بھدرا باہو(Bhadrabahu) کے ماننے والے واپس پاٹلی پترا(Patliputra) لوٹے تو انہوں نے ''انگا'' کو مذہبی حیثیت دینے سے انکار کردیا اور انہیں تقدس کا وہ درجہ نہ دیا جو کہ پاٹلی پترا کے لوگ چاہتے تھے.اس طرح یہ اختلاف جین مت کے ماننے والوں میں دو فرقوں کا باعث بن گیا اور یہیں سے جین مت کا زوال شروع ہوگیا۔

مہاویر کے اس دنیا سے سدھارنے کے بعد اس کے گیارہ شاگردوں اور جانشینوں نے جین مت کی تبلیغ جاری رکھی اور آنے والی صدیوں میں اسے کئی حکمرانوں کی سرپرستی بھی مل گئی جس سے جین مت پورے ہندوستان میں پھیل گیا۔مہاویر کے بعد اُن کے آٹھویں جانشین بھدرا باہو کا نام اور کام جین مت کی اشاعت میں اہم ہے۔انھوں نے نیپال کا تبلیغی دورہ کیا اور جب شمال مغربی ہند میں قحط پڑا تو وہ

بارہ ہزار سادھو لے کر جنوبی ہند چلے گئے ۔ جہاں ریاست میسور میں جین مت کا جنوبی مرکز قائم کیا۔ دوسری صدی قبل مسیح میں اڑیسہ کے حکمران راجا کھارویل نے اور بعد میں اشوک کے پوتے راجا سمپراتی نے جین مت قبول کیا،تو سرکاری سرپرستی میں جین مت پھیلتا چلا گیا۔ اسی طرح شمال مغربی ہند میں شاک حکومت قائم ہوئی تو جین مت کو شاک راجاؤں کی سرپرستی بھی حاصل ہوگئی۔ گُپت راجاؤں کے عہد میں بھی جین مت کے پھیلاؤ میں سہولتیں میسر آئیں۔

بیسویں صدی کے آتے آتے جین مت نے کئی اتار چڑھاؤ دیکھے۔ اب انھوں نے سماجی خدمات شروع کیں۔ غریبوں اور بیواؤں کی مدد کی ، بوڑھوں اور جانوروں کے لیے پناہ گاہیں بنائیں۔ جین مت چونکہ عدم تشدد کا پرچارک کرتا ہے اس لیے انھوں نے کاشتکاری اور فوجی خدمات چھوڑ کر تجارت کو پیشہ بنایا اور خاصے خوش حال ہوئے۔ ہندوستان سے 1960ء میں کچھ لوگ تجارتی سلسلے میں نائیجیریا اور یوگنڈا جا بسے۔ جب وہاں سیاسی حالات بگڑے،تو انھوں نے مغربی ممالک کا رُخ کیا۔ اب یہ لوگ برطانیہ، امریکا اور کنیڈا میں آباد ہیں۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1۔ جین مت کا تعارف اور مختصر تاریخ بیان کریں؟

2۔ جین مت کی ترویج و ترقی پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں۔

3۔ جین مت کے چند نمایاں ترتھینکرز (Tirthankaras) کے بارے میں تفصیلاً بیان کریں؟

4۔ جین مت کے ادب و فن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ ترتھانکر (Tirthankara) کے لفظی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

2۔ دنیا میں جین مت کے ماننے والوں کی تعداد کتنی ہے؟

3۔ جین مت کے آخری ترتھانکر (Tirthankara) کون تھے؟

4۔ جین مت کے تیئسویں ترتھانکر (Tirthankara) کون تھے؟

5۔ جین مت اور ہندومت میں کون سی بات مشترک ہے؟

6۔ جین مت کے دو فرقوں کے نام لکھیں۔

7۔ کوئی سے پانچ ترتھینکرز (Tirthankaras) کے ناموں کا مطلب، نشان اور ان کے متعلقہ رنگ بتائیں۔

8۔ ترتھانکر (Tirthankara) شری پارش ناتھ کی تعلیمات کیا ہیں۔

9۔ دنیا کے کن کن ممالک میں جین مت کے ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔

(ج) درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ ہندو دھرم، بدھ مت اور جین مت میں مشترک ہیں۔

(ا) عقائد (ب) رسوم (ج) ثقافتی اور لسانی رشتے (د) ا، ب، ج

2۔ جین مت میں..............کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

(ا) ترتھانکر (ب) رسوم (ج) عقائد (د) ا، ب، ج

3۔ جین مت کے دو فرقے..............ہیں۔

(ا) اہنساوستیہ (ب) دگمبر وسویتامبر (ج) استیہ واپری گرہ (د) ا، ب، ج

4۔ مہاویر نے جین مت..............۔

(ا) کی اصلاح کی (ب) اسے منظم کیا (ج) اس کی اشاعت کی (د) ا، ب، ج

5۔ جین مت کے کس فرقے کے پیروکار دنیاوی آسائشیں اختیار کرتے ہیں۔

(ا) دگمبر فرقہ (ب) سویتامبر فرقہ (ج) اپری گرہ فرقہ (د) ا،ب،ج

6۔ مہاویر کے نام کا مطلب ہے۔

(ا) شیر (ب) عظیم ہیرو (ج) پہلوان (د) اژدھا

(د) صحیح جملے کے سامنے ''ص'' اور غلط کے سامنے ''غ'' لگائیے۔

1۔ جین مت کے ماننے والے اپنے مذہب کو لازوال سمجھتے ہیں۔

2۔ دگا میر کے اثر و رسوخ سے کرناٹک میں جین مت کو تقویت ملی۔

3۔ شری پارش ناتھ چوبیسویں ترتھانکر (Tirthankara) تھے۔

4۔ 1980 میں جین مت دو فرقوں میں بٹ گیا۔

5۔ جین مت کے ماننے والے زیادہ تر افریقہ میں رہتے ہیں۔

(و) کالم (الف) اور کالم (ب) کو ملا کر کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
1۔ جین مت میں ترتھینکرز ہیں۔	شری رِشودی	
2۔ جین مت کی مذہبی کتاب۔	چوبیس	
3۔ جین مت میں پہلے ترتھانکر۔	کلپا شاستر	
4۔ جین مت میں پیروکاروں پر پابندی لگائی۔	مہاویر	
5۔ جین مت میں آخری ترتھانکر۔	شری پارش ناتھ	
6۔ جین مت میں تیئس ویں ترتھانکر۔	پانچ	
	نیمی ناتھ	

(ہ) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1۔ انٹرنیٹ سے جین مت کے مقدس مقامات کی تصاویر حاصل کر کے البم بنائیں۔

(ز) اساتذہ کے لیے ہدایات:

1۔ طلبہ کو جین مت کے مراکز اور سادھوؤں کے بارے میں مزید معلومات دیں۔

2۔ سبق میں دیے گئے ترتھینکرز کے علاوہ طلبہ کو باقی ترتھینکرز کے حالاتِ زندگی سے آگاہ کریں۔

☆☆☆☆

باب
3

اخلاق واقدار

خدا کی عظمت:

جس طرح انسان اور مذہب کا گہرا تعلق ہمیشہ سے رہا ہے اسی طرح خدا کی ہستی کا شعور بھی ہمیشہ سے انسان کی فطرت کا حصہ رہا ہے۔تاریخ کو ہر دَور میں فلسفی، ادیب، سائنس دان اور دوسرے دانشوران سوالات پر غور وفکر کرتے رہے ہیں کہ کائنات کا بنانے والا کون ہے؟ اس کی صفات اور اختیارات کیا ہیں اور انسان کا اس کائنات میں کیا مقام ہے؟ ابتدا میں خدا کی ہستی ایک برتر ہستی کا تصور تھا اور انسان اُسے مختلف ناموں سے یاد کرتا تھا۔ البتہ سامی مذاہب (یہودیت، مسیحیت اور اسلام) میں خدا تعالیٰ کا تصوّر اور اس کی ذات اور صفات بہت واضح ہیں۔ان مذاہب کے مطابق خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے زمین پر آباد کیا ہے۔خدا کا یہ تصور آج بھی دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ تسلیم کرتا ہے۔

انسان آئے دن ایسے بے شمار مناظر دیکھتا ہے جو خدا کے وجود اور اس کی عظمت کی گواہی دیتے ہیں۔ ایسا ہزاروں سال سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ یہ ساری کائنات ایک نظم کے تحت چل رہی ہیں۔سورج، چاند اور ستارے اور کائنات کا ذرہ ذرہ ایسے نظم میں پروئے ہیں کہ لمحوں کی تاخیر ہو تو ساری دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ یہ سب کچھ بغیر کسی بنانے والے اور چلانے والے کے ممکن نہیں، اگر غور کیا جائے تو انسان کی پیدائش اور ساخت میں خدا کی عظمت کی ہزاروں روشن دلیلیں موجود ہیں۔ڈی این اے (DNA) کی ساخت کی تازہ تحقیقات نے انسان کو حیران کر دیا ہے؟ خدا کے وجود اور عظمت پر دلائل دیتے ہوئے ایک مغربی مفکر پالے نے دلچسپ دلیل دی کہ ایک چٹان کو دیکھ کر تو شاید قیاس کیا جا سکے کہ وقت کے ساتھ ساتھ حالات کے تھپیڑوں سے یہ خود وجود میں آ گئی ہے، لیکن ایک گھڑی کو دیکھ کر ایسا نہیں کہا جا سکتا۔کائنات کا نظم بھلا ناظم کے بغیر کیسے ممکن ہے؟ آپ دیکھتے ہیں کہ زمین سے آسمانوں تک ساری کائنات جو ایک نظم کے تحت چل رہی ہے یقیناً اس کی پیدا کرنے والی ایک ذات ہے، جو اسے ایک نظم، قانون اور ضابطے کے تحت چلا رہی ہے۔ مذاہب اس ہستی کی ذات، صفات اور اختیارات کے بارے میں واضح تصور رکھتے ہیں، وہ اسے جو بھی نام دیں یہ بات طے ہے، کہ وہ خدا کی عظمت کے قائل ہیں۔

دنیا کے مذاہب کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ الہامی اور غیر الہامی مذاہب۔ الہامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں۔ان الہامی مذاہب میں خدا کی عظمت کا اقرار ہی ان کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ خدا کو کائنات کا خالق و ربّ سمجھتے ہیں بلکہ وہ ساری مخلوق کا پالن ہار ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے ہے' اور ہمیشہ رہے گا اور یہ کہ خدا تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کوئی اور ہستی جامع الصفات نہیں ہے۔

سامی مذہب کی الہامی کتابوں میں خدائے بزرگ و برتر کے خالق اور رب ہونے کے بارے میں وضاحت سے بتایا گیا ہے۔
الہامی مذاہب کی تعلیمات کا بنیادی نکتہ خدا کی واحدنیت یعنی توحید رہا ہے۔ اسلام کی رو سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تک انسانی ہدایت کے لیے تسلسل سے پیغمبر اور رسول بھیجے۔ اس دُوران میں لوگوں نے بھی ہر نبی اور رسول سے خدا کی ذات اور اس کی صفات کے بارے میں سوال کیے اور ہر نبی اور رسول نے خدا کی عظمت، فضیلت اور اس ذات کی صفات کھول کھول کر بیان کیں۔

مذاہب میں سے ہندومت دھرم میں خدا (ایشور) کا تصور موجود ہے۔ ہندو، رام اور کرشن کو ایشور کا اوتار مانتے ہیں۔ البتہ ہندوؤں کا ایک گروہ دیوتاؤں اور اوتاروں کو خدا مانتا ہے۔ وہ ایک واحد قوت کی کثرت نمائی کے قائل ہیں۔ زرتشت خدا کی توحید کا قائل تھا بلکہ بعض محققین قرائن کی بنا پر سمجھتے ہیں کہ زرتُشت پیغمبر تھا۔ بعد میں جب بگاڑ پیدا ہوا تو اس کی تعلیمات میں نیکی اور بدی کے الگ الگ خداؤں کا تصور پیدا ہو گیا۔

گوتم بدھ نے خدا کی ذات، عالم بالا اور روح کی غیر فانی ہونے کے بارے میں سکوت اختیار کیا، لیکن اس کے پیروکاروں کے ایک گروہ نے اسے خدا ہی کا اوتار سمجھ لیا۔ دورِ جدید میں سِکھ مذہب خدا کی واحدنیت اور توحید کا ایک بڑا پرچارک ہے۔ بابا گورونانک دیو جی نے خالص توحید پر زور دیا ہے۔ مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات کی عظمت کا اقرار انسان کی تخلیق سے اب تک تسلسل کے ساتھ کیا جاتا رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا کہ انسان اس پاک ذات سے کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا رہا نہ کبھی ہوگا۔

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1۔ ''خدا کی ہستی اور عظمت'' پر نوٹ لکھیں۔

2۔ کون سے مذاہب خدا کی ہستی پر یقین رکھتے ہیں؟

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ سامی مذاہب کون کون سے ہیں؟

2۔ غیر الہامی مذاہب میں خدا کا تصور کیا ہے؟

3۔ الہامی مذاہب میں خدا کا تصور کیا ہے؟

4۔ غیر الہامی مذاہب میں توحید پر سب سے زیادہ زور کس مذہب نے دیا؟

(ج) ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیے۔

1۔ خدا کی ہستی کا شعور ....۔

(ا) انسان مظاہر فطرت سے حاصل کرتا ہے۔ (ب) انسان غور و فکر سے حقیقت تک پہنچتا ہے۔

(ج) انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ (د) خدا کو ماننے کے بعد آتا ہے۔

2۔ گورو نانک صاحب دیو جی نے.................... پر زور دیا۔

(ا) خالص توحید (ب) سکھ مذہب (ج) عقیدہ (د) جدید دور

3۔ دنیا کے مذاہب................ قسم کے ہیں۔

(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

4۔ بدھ مت................. میں شامل ہے۔

(ا) سامی مذاہب (ب) الہامی مذاہب (ج) غیر الہامی مذاہب (د) کسی سے نہیں

5۔ گوتم بدھ نے خدا کی ہستی کا.................۔

(ا) اقرار کیا (ب) انکار کیا (ج) خاموشی اختیار کی (د) پہلے اقرار، پھر انکار کیا

(د) سبق کو غور سے پڑھیے اور خالی جگہ پُر کیجیے۔

1۔ خدا کی ہستی کا شعور انسان کی..................... میں داخل ہے۔

2۔ انسان نے ہر دَور میں خدا کی..................... تسلیم کی۔

3۔ لوگ پیغمبروں سے خدا کی..................... اور صفات کے بارے میں سوال کرتے رہے۔

4۔ اس زمانے میں..................... مذہب توحید کا بڑا پرچارک ہے۔

5۔ انسان خدا کی ذات سے..................... نہیں رہ سکتا۔

(و) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1۔ دو کالم کا ایک چارٹ مرتب کریں، جس میں ایک کالم میں مختلف مذاہب اور دوسرے کالم میں ہر مذہب کے سامنے اس کے بانی کا اور ان کے اقوال درج کریں۔

(ز) اساتذہ کے لیے ہدایات:

☆ مذاہب کیسے انسانی اخلاق پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کلاس میں مباحثہ کروائیں۔

☆☆☆☆

عبادت گاہوں اور عبادات کے انسانی رویّوں پر اثرات

عبادت گاہیں کیسے وجود میں آئیں اور مختلف مذاہب میں عبادات کے نظام کیا کیا ہیں؟ یہ سب کچھ جاننے کے لیے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ ایک برتر ہستی کا تصور ہمیشہ سے انسان کے ذہن میں رہا ہے اور اسی ہستی کی رضا جوئی سے اطاعت اور عبادت کا تصور پیدا ہوا۔ اب یہ سوال کہ عبادت کیسے کی جائے تاکہ آقا و مالک خوش ہو جائے، تو اس سلسلے میں خدائے بزرگ و برتر کے بھیجے ہوئے نیک بندوں نے راہنمائی کی، یا مذاہب کے بانیوں نے یہ فریضہ سرانجام دیا۔ جب انسانوں نے مل کر عبادت کرنا چاہی، تو عبادت گاہیں قائم ہوئیں۔ یہ عبادت گاہیں مذاہب کے ماننے والوں کے عبادت کے طریقوں اور ضرورت کے مطابق بنائی ہوئی ہیں۔ آج دنیا بھر میں مختلف مذاہب کی لاکھوں عبادت گاہیں موجود ہیں جن میں ہر روز کروڑوں انسان عبادت کرتے ہیں۔

سناتن ہندو دھرم اور عبادت

سناتن ہندو دھرم کے مطابق یہ دنیا آنے والی زندگی کے لیے تیاری کی جگہ ہے اور عبادت آنے والی زندگی کی تیاری میں راہنمائی اور مدد فراہم کرتی ہے۔ عبادت دنیاوی ضرورتوں کی طلب کا ایک انداز ہے۔ ہندو دھرم میں عبادت گاہ کو ''مندر'' کہتے ہیں۔ ان مندروں میں مورتیاں سجائی ہوتی ہیں۔ مندر کو بھگوان کا گھر تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں رکھی ہوئی مورتی، تری مورتی (برہما، وشنو، مہیش) کی صفات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ جس بھگوان کی مورتی رکھی جاتی ہے۔ ویسی ہی اُس کی سیوا کی جاتی ہے۔

وید اور ویدک شاستروں کے مطابق بیان کیے گئے عقائد کے مجموعے کو ہندو دھرم کہا جاتا ہے۔ ہندو دھرم کو سناتن دھرم اور ویدک دھرم کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ ہندو دھرم کو سناتن دھرم اس لیے کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ لفظ 'سناتن' کا مطلب ہے، سب سے پرانا جو کہ شروع سے چلتا آرہا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ ہندو دھرم کو 'ویدک' دھرم اس لیے کہا جاتا ہے کہ ہندو دھرم کی بنیاد 'ویدوں' پر ہے۔

سناتن ہندو دھرم اور عبادت

ہندو دھرم کی چار اہم ویدک دھارمک کتب ہیں:

1۔ رِگ وید　　2۔ یجر وید　　3۔ سام وید　　4۔ اتھر وید

ان چاروں ویدوں کے رچیتا ایشور ہیں۔ ایشور نے رِشیوں (مذہبی راہنما) کے ذریعے وید ظاہر کیے۔ وید لفظ ''وِدیا'' سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے جاننا/علم۔ ایشور نے چاروں وید رِشیوں کو سُنائے، اِس لیے ویدوں کو ''شُرتی'' بھی کہا جاتا ہے، شُرتی کے معنی ہیں، ''سننا''۔ ہندو دھرم کا بنیادی منتر ''گائتری منتر'' ہے۔

اوم

ہندو دھرم کی بنیاد ''تری مُورتی'' ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

برہما: پیدا کرنے والے

وِشنو: پالنے والے

مہیش: فنا کرنے والے

سناتن دھرم/ہندو دھرم میں ''اوم'' ایشور کا نام ہے جس کا جاپ (تکرار) بھی کہا جاتا ہے۔ سناتن دھرم/ہندو دھرم میں عبادت گاہ کو مندر کہتے ہیں۔ مندر میں پُجاری/پنڈت آنے والے لوگوں کے ساتھ مل کر پوجا میں نمائندگی کرتے ہیں۔ مندر میں خواتین، مرد اور بچے مل کر پوجا کرتے ہیں۔ گھروں میں بھی مندر ہوتے ہیں۔ گھروں میں پوجا کے لیے ایک الگ جگہ ہوتی ہے۔ مندروں اور گھروں میں روز صبح و شام آرتی کی جاتی ہے۔ مندروں کے علاوہ کچھ اور مقامات بھی ہندوں کے لیے نہایت مقدس ہیں۔ جیسے بدری ناتھ، کدار ناتھ، ویشنو دیوی اور ہری دوار (گنگا کنارے) ایسے مقامات تیرتھ استھان کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہمارے پیارے ملک پاکستان میں بھی کئی ایسے مندر ہیں جو کہ بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ جیسے کہ ہنگلاج ماتا مندر (بلوچستان)، پرہلاد پوری مندر (ملتان)، سادھو بیلا (سکھر)، راما پیر مندر (ٹنڈو والہ یار)، شِو مندر (کراچی)، کٹاس راج (چکوال) وغیرہ۔

کٹاس راج (چکوال)

کنبھ کا میلا بھی ایک مقدس تہوار ہے۔ یہ ہر 12 سال کے بعد ہوتا ہے اس کے علاوہ سناتن دھرم میں کچھ اہم تہوار اور بھی ہیں، جیسے کہ ہولی، دیوالی، رکشا بندھن، کرواچوتھ، نو رَاترے وغیرہ۔ یہ تہوار ہر سال خاص تاریخوں پر منائے جاتے ہیں۔ گنگا میں اشنان بھی عبادت کا اہم حصہ ہے۔ مندروں میں آنے والے لوگ آرتی، بھجن کیرتن کرتے ہیں۔ لنگر/بھنڈارے کی سیوا کرتے ہیں۔ مندر میں پوجا کی تھالی میں پھول، پھل، ناریل، مٹھائی سے بھگوان کو بھوگ چڑھایا جاتا ہے اور پھر وہی پرشاد لوگوں میں بانٹا جاتا ہے۔ گھروں اور مندروں میں لوگ روز صبح اشنان کرتے، دیا جلاتے اور ماتھا ٹیکتے ہیں۔

سناتن دھرم کی دو اور مقدس اور اہم دھارمک کتب:

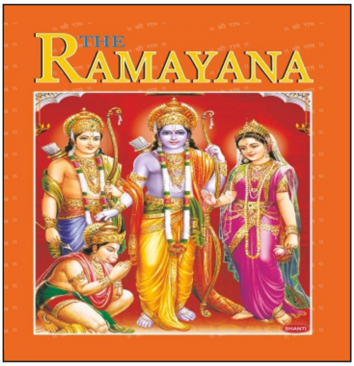

1۔ رامائن:

رامائن بھگوان شری رام چندر جی کی حیاتِ زندگی پر مشتمل کتاب ہے۔ جس میں لوگوں کے لیے یہ تعلیم ہے کہ ایک راجا، ایک بیٹا، ایک بھائی، ایک شوہر اور ایک دوست کیسا ہونا چاہیے۔ رامائن سے ہمیں ایک بھرپور زندگی گزارنے کا سبق ملتا ہے۔

2۔ بھگوت گیتا:

بھگوت گیتا ایک ایسی مقدس کتاب ہے جس میں بھگوان شری کرشن نے پانڈو پتر اَرجن کو گیان دیا ہے کہ ''کرم کر پھل کی آشا مت رکھ'' یہ کتاب ویدوں کا نچوڑ ہے اور انسان کو اپنے ہر مسئلے کا حل ان کتب سے ملتا ہے۔

بُدھ مت اور عبادت:

بدھ مت میں بزرگ و برتر ہستی یا خدا کا تصور موجود نہیں لیکن دنیاداری سے بھی پرہیز کیا جاتا ہے، تو کسی سے بھی کچھ مانگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے عبادت کیوں کی جائے؟ لیکن نظامِ فطرت ایک خاص انداز میں چل رہا ہے اور اسے سارے انسان مل کر بھی بدل نہیں سکتے۔ بدھ مت میں اخلاقی تعلیمات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، نجات اور نروان حاصل کرنے کے لیے غور و فکر اور مراقبہ ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔ 400 سال قبل مسیح میں گوتم بدھ کے دنیا سے جانے کے بعد بدھ مت دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔

بدھ مت اسٹوپا

بدھ مت کے فرقے

1۔ مہایان فرقہ:

مہایان کا مطلب سنسکرت زبان میں عظیم گاڑی ہے، یہ فرقہ گوتم بدھ کی الوہیت میں یقین رکھتا تھا۔ اس فرقے نے بدھ مت میں بت پرستی کی حوصلہ افزائی کی۔ مہایان فرقے میں گوتم بدھ کو ایک الٰہی ہستی مانا جاتا ہے جو اپنے پیروکاروں کو نروان حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ مہایان فرقے کے پیروکار چین، جنوبی کوریا، جاپان اور تبت میں پائے جاتے ہیں۔ مہایان فرقے کے صحیفے سنسکرت زبان میں لکھے گئے تھے۔ انسان کو پوجا کے لیے ''الٰہ'' چاہیے چنانچہ بدھ مت کے مہایان فرقے نے بدھ مت کے تصور الٰہ کی کمی کو دُور کر دیا۔ وہ بدھا کو غالب ہستی مانتے ہیں۔ یہ ماننے کے بعد اسے بلانے اور پکارنے کا تصور پیدا ہوا۔ جس سے پھر عبادت کا جواز مل گیا۔ اب بدھا بُت بن گیا، راہبوں نے پروہتوں کی جگہ لے لی اور خانقاہیں مندر بن گئیں۔ بدھ مت میں عبادت گاہ کو وہارا کہتے ہیں۔

بدھ مت اور عبادت

مہایان کا یہ نظریہ خدا بدھستوا (Bodhistava) تھا، جس کے معنی ہیں ایسی ہستی جس پر بودھی غالب ہو اور جو نروان کے آخری منزل میں پہنچ گیا ہو، قدیم بدھ مت میں بدھستوا کا لفظ استعمال ہوا تھا، اس کے لفظی معنی ہیں ایسا شخص جو اعلیٰ جنم (نروان) میں داخل ہونے والا ہوا اور یہ بودھ بننے کی آخری منزل ہے۔ مہایان نے گزشتہ بودھوں کے متعلق یہ عقیدہ پیش کیا کہ ان لوگوں نے بدھ کا مرتبہ حاصل نہیں کیا بلکہ وہ بدھستو ہی کی منزل پر رک گئے کیونکہ وہ مصیبت زدہ انسانیت سے بے حد متاثر تھے۔ ان کی ہمدردی میں انہوں نے اپنے سفر کا آخری قدم (نروان) نہیں اٹھایا تا کہ وہ مصیبت زدہ انسانیت کی مدد کر سکیں کیونکہ بودھ بن جانے کے بعد وہ ان کی امداد سے قاصر ہو جاتے ہیں اس لئے کہ نروان کے بعد مکمل فنا ہے۔

مہایان فرقے والوں کا کہنا یہ ہے کہ یہ بدھستوا آسمان سے مصیبت زدوں کی نگرانی کرتے ہیں اور وہ اکثر مختلف بھیس میں زمین پر مدد کرنے کے لیے آتے رہتے ہیں۔ بدھستوا کی اعلیٰ محبت اور ہمدردی اور اعانت کے بے شمار قصے بیان کیے جاتے ہیں۔ کہ وہ ہر قسم کی مصیبت سے نجات دیتے ہیں۔ ان کی بے حد رحم کی عادت کو مہا کرونا (Mahakaruna) کہا جاتا ہے جس سے وہ دلوں کو موہ لیتے ہیں۔

وہ موت، غم، بیماری غرضیکہ ہر قسم کی مصیبت میں مدد دینے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ پھر وہ لوگوں کو نجات کے حصول کے طریقے بھی بتلاتے ہیں۔ ان لوگوں نے دعویٰ کیا کہ صرف گوتم ہی بدھستوا نہ تھے بلکہ بے شمار لوگ بودھ ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ کچھ عرصے سے تین بودھ ہستوں کو تسلیم کیا گیا ہے اور ان کی پرستش کی جاتی ہے۔

i- میٹریا: (Maitreya)

جس کے معنی رحم دل کے ہیں۔ مہایان کے عقیدے کے مطابق گوتم بدھ پانچ ارب سرسٹھ کروڑ سال کے بعد اس دنیا میں پھر آئیں گے، اپنے اصول و تعلیمات کی اشاعت کریں گے۔ میٹریا کے بہت سے پتھر کے بت تیار کئے جانے لگے۔ اس کی مورتی اس طرح تیار کی جاتی کہ ایک موٹا تازہ آدمی ہے جو ہنس رہا ہے اور تمام آنے والوں کو خوش آمدید کہہ رہا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں گل دستہ ہے جس کا ہر پھول ایک ہزار سال کو ظاہر کرتا ہے جو گوتم بدھ نے سخاوت و رحم دلی کے کاموں میں گزارے ہیں۔ دوسرے ہاتھ میں ایک تھیلا ہوتا ہے۔ جس میں بہت سی عمدہ عمدہ چیزیں ہوتی ہیں جو اس دنیا میں آنے کے بعد لوگوں میں تقسیم کی جائیں گی۔

ii- منجوسری: (Manjusri)

یہ بدھستوا بہت اہم ہے جس کے لفظی معنی ''حیرت انگیز'' اور ''مبارک'' کے ہیں۔ یہ عقل و خرد کا مجسمہ ہے اس کا بھی بت تیار کیا جانے لگا اس کی پیشانی پر پانچ بل دکھلائے جاتے ہیں جن سے گوتم بدھ کی عقول خمسہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں تلوار ہوتی ہے کبھی یہ گوتم بدھ کا نواں پیشرو کہا جاتا ہے اور کبھی ان کا چہیتا شاگرد اور پیارا بیٹا بتلایا جاتا لیکن بدھستواؤں میں اس کو فوقیت حاصل رہی۔

iii- اوالوکیسستوارا/ اوکوکٹیا:

یہ سب سے زیادہ محترم ہے جس کی عبادت دور دور تک کے علاقوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اوالوکیسستوارا رحم اور مہربانی کا مجسمہ ہے۔ انسانیت اور مصائب اور آلام سے بچانے کے لیے ہر وقت سرگرم عمل رہتا ہے۔ جو شخص اس پر اعتماد کرتا ہے۔ یہ اس کی دستگیری کرتا ہے ان کی رسمیں سادہ اور آسان تھیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں پیچیدگی پیدا ہوتی گئی۔ کسی نہ کسی بدھستوا کی ولادت یا وفات کا دن منایا جاتا ہے۔ اس دن خاص عبادت کی جاتی اور مقررہ رسمیں انجام دی جاتی تھیں۔

2۔ ہنایان فرقہ:

ہنایان کا مطلب سنسکرت میں چھوٹی گاڑی ہے، یہ فرقہ گوتم بدھ کی الوہیت میں یقین نہیں رکھتا تھا۔ اس نے خود نظم و ضبط اور ثالثی کے ذریعے انفرادی نجات پر زور دیا۔ ہنایان گوتم بدھ کو ایک عام انسان مانتے ہیں جس نے نروان حاصل کیا۔ ہنایان فرقے کے صحیفے پالی میں لکھے گئے تھے۔ سری لنکا، میانمار، تھائی لینڈ، کمبوڈیا اور لاؤس میں ہنایان فرقے کے پیروکار زیادہ تعداد میں ہیں۔ ہنایان فرقہ گوتم بدھ کے تری اجسام (تین جسم) پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کا ماننا ہے کہ ایک فرد کو نجات کے لیے اپنا راستہ خود تلاش کرنا چاہیے۔

ہنایان فرقہ اپنے پرانے عقائد پر آج بھی قائم ہیں۔ اس لیے ان کے ہاں کسی خدا کا تصور موجود نہیں۔ وہ بدھا کو استاد اور کامل

انسان مانتے ہیں۔ بدھ مت کے فرائض ''لامہ'' سرانجام دیتا ہے۔ بدھ مت کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ لامہ خبیث قوتوں کو بھگانے کی قدرت رکھتا ہے۔ سری لنکا میں بدھا کے تبرکات کی پوجا کی جاتی ہے۔ جس کے لیے لوگ خاص جگہ پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ راہب مقدّس کتاب پڑھ کر سناتا ہے۔ یہ عبادت خاص تہواروں یا چاند کی پہلی تاریخ کو کی جاتی ہے۔ بدھوؤں کے ہاں روزہ بھی رکھا جاتا ہے۔

بدھ مت میں مراقبے اور نجات کے لیے آبادیوں سے دُور جنگلوں اور غاروں میں گیان حاصل کرنا پڑتا ہے اس لیے بھکشو آبادیوں سے دُور رہتے ہیں جو شخص بھکشو بننا چاہتا ہے، اسے دنیاداری ترک کرنے کا عہد کرنا پڑتا ہے۔ وہ چوری، زنا، جھوٹ، رقص وسرود سے گریز کرتا ہے۔ نیز دوپہر کے بعد کھانا کھانے سے بھکشو کو بچنا ہوتا ہے۔ خیرات مانگنا بدھ مت میں عبادت کا حصہ ہے چنانچہ غاروں میں رہنے والے بھکشو بھی یہ فرض پورا کرتے ہیں۔ اس فرقے کے بھکشو برسات میں بدھ باہر نہیں نکلتے اور مقدس کتاب پڑھتے رہتے ہیں۔

ہنایان کے لوگوں کے خالص بدھ مت کے اصولوں پر عامل ہونے کے دعوے کے باوجود بدھ مت مقامی عقائد (قدیم برصغیر) سے بہت حد تک متاثر معلوم ہوتا ہے۔ فطرت پرستی اور بت پرستی کی خاص آمیزش ان کے یہاں ملتی ہے۔ گوتم بدھ اور دوسرے مذہبی رہنماؤں کی مورتیوں کی پوجا کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ برہمنی دیومالا کی بہت سی باتیں اس کے اندر داخل ہوگئیں۔

نروان کے متعلق ہنایان فرقے والوں کا خیال یہ تھا کہ نروان کے حصول کے بعد روح کو مکمل سکون حاصل ہوجاتا ہے۔ برخلاف اس کے مہایان فرقے کا عقیدہ ہے کہ نروان حاصل کرنے پر بھی روح بنی نوع انسان کی بہتری کے لیے کام کرسکتی ہے۔ ہنایانی فرقہ کی خصوصیت سادگی ہے۔ ان کی خانقاہیں نہایت سادہ اور معمولی ہوتی ہیں، جن کی ساخت قبر نما ہوتی ہے۔ ان خانقاہوں کے اندر بہت سی متبرک چیزیں دفن کردی جاتی ہیں۔ البتہ چند بڑے بڑے شہروں مثلاً ''کولمبو'' کینیڈی' رنگون اور بنکاک میں دومنزلہ عمارتیں خانقاہوں کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ ان خانقاہوں کے کمرے یورپی سامان آرائش سے سجے ہوتے ہیں۔ راہب بھی بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور دوپہر کے بعد کوئی غذائیت والی چیز نہیں کھاتے اور برسات میں خانقاہ سے باہر قدم نہیں رکھتے اور مقدس کتاب کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ یہ کتابیں پالی زبان میں ہیں اور مہایان والے سنسکرت زبان میں اس کتاب کو پڑھتے ہیں۔

پروہتوں کی ہنایان فرقے میں بڑی عزت کی جاتی ہے۔ ان پروہتوں کے اخلاق وعادات اور چال چلن اچھے ہوتے ہیں۔ ایک اور خاص بات اس فرقے میں یہ ہے کہ لوگ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیتے ہیں جس کے لیے جابجا مدارس قائم ہیں اور اس میں ہر شخص خواہ وہ راہبانہ زندگی بسر کرنے کا نہ بھی خواہاں ہو، برسوں تک اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔

زرتُشت اورعبادت

ساسانی عہد کے زرتشتی مذہب یا موجودہ پارسی رسوم وعقائد سے زرتشتیت کی تعلیمات کا اندازہ لگانا بہت سی غلط فہمیوں کا باعث بن سکتا ہے۔ عصر جدید کی تحقیقات نے ثابت کردیا ہے کہ زرتشتی روایت میں ''اوستا'' کے صرف اس حصّے کی تعلیمات کو جو کہ گوتھاؤں کے نام سے منسوب ہے۔ زرتشت کی اپنی تعلیمات سمجھا جاسکتا ہے نیز یہ کہ بعد کے دور میں زرتشتی روایت میں نظریاتی اور عملی اعتبار سے اتنی زیادہ تبدیلیاں آئیں کہ زرتشیت کی اپنی تعلیمات کا بڑا حصّہ مسخ ہوکر رہ گیا۔ اس صورت حال کا صحیح اندازہ اسی وقت لگ سکا جب انیسویں صدی

میں مغربی محققین اوستا کی زبان پڑھنے میں کامیاب ہوگئے اور اس کا ترجمہ انھوں نے مغربی زبانوں میں شائع کیا۔اس کے بعد سے پارسی عالموں میں سے بھی کئی ایک نے تحقیق کے اس میدان میں قدم رکھا اور وہ اپنے پیغمبر کی حقیقی تعلیمات کو بعد کی بدعات اور تبدیلیوں سے الگ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

تصورِالٰہ یا خدائے واحد اہورامزد کا تصور:

گاتھاؤں کے مطالعے سے زرتشت کی جو تعلیمات سامنے آتی ہیں ان میں سب سے نمایاں اور مرکزی اہمیت کی حامل ایک خدائے واحد اہورامزد کا تصور اور صرف اسی کے معبود حقیقی ہونے پر اصرار ہے۔اگرچہ ایران کے قدیم مذہب میں بھی اہورا فوق الفطرت ہستیوں کی ایک نوع تھی جن کی پرستش قدیم آریائی مذہب کا ایک حصہ بن چکی تھی ،لیکن زرتشت کی اپنی خصوصیت یہ تھی کہ اس نے ان متعدد اہوراؤں میں سے جن کو ایرانی پہلے سے مانتے چلے آرہے تھے،اہورامزد (معبود حکیم) کے ہی معبود حقیقی اور خدائے واحد ہونے کا اعلان کیا اور اس کی ایسی صفات اور خصوصیات پیش کیں جن سے صرف اسی ایک ہستی کے مالک دوجہاں اور بندگی کے لائق ہونے کا تصور بالکل واضح ہوگیا۔

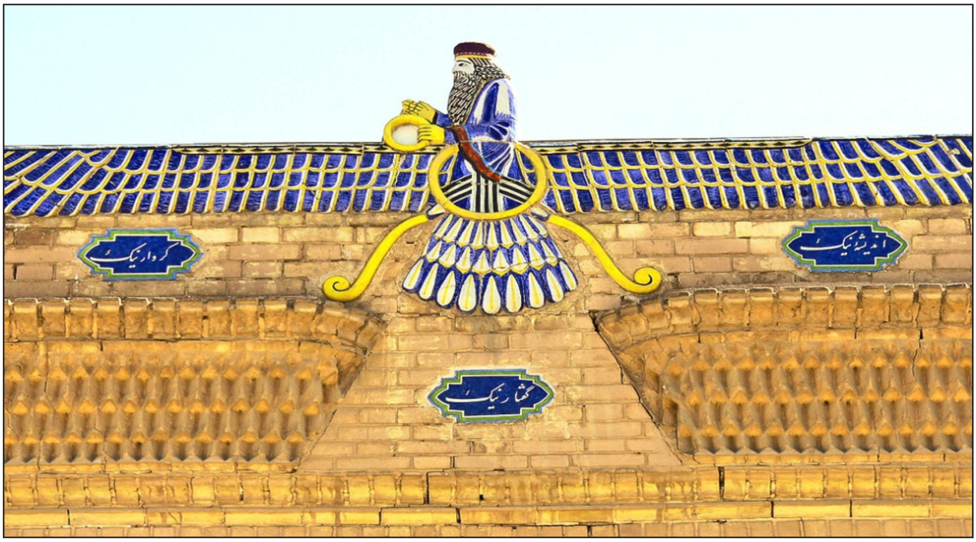

زرتشت نے اہورامزد کو خالقِ کائنات ، مالک دوجہاں ،ساری مخلوقات کے پالن ہار،مکمل اختیار اور قدرت کے مالک،علیم وخبیر، ازلی وابدی اور سب سے بلند وبالا معبود حقیقی کے طور پر پیش کیا ہے۔اہورامزد کی کائنات پر مکمل حکمرانی ،قبضہ واختیار اور خالقیت وربوبیت کی صفات کے ساتھ ساتھ زرتشت نے اور دوسرے تمام دیوتاؤں کی جن کو قدیم ایرانی مانتے چلے آرہے تھے بہت شدت سے مخالفت کی ہے۔ انھوں نے نہ صرف ان دیوتاؤں کو الوہی صفات واختیارات میں کسی طور شریک کرنے سے انکار کیا ہے بلکہ ان کو صاف طور سے باطل اور شرپسند طاقتوں میں شامل کیا ہے جو کہ اہورامزد کی مخالف اور شیطانی جماعت سے تعلق رکھتی ہیں۔

زرتشت کا طریقۂ عبادت:

زرتُشت آتش پرست ہیں اور ان کی عبادت خانہ ”آتش کدہ“ کہلاتی ہیں۔ ان کے ہاں عبادت نہایت سادہ، اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے خالی ہوتی ہے۔ وہ پانی، ہوا اور آگ کو یزدانی قوت کے مظاہر تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن سمندر یا ہوا کو سامنے رکھنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ اس لیے وہ آگ کو سامنے رکھ کر پرستش کرتے ہیں۔ وہ آگ کے سامنے مقدس منتر گاتے رہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس طرح خبیث روحوں کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ آگ عموماً صندل کی لکڑیوں سے جلائی جاتی ہے۔

زرتُشت آگ کی عظمت کا یہ جواز بھی پیش کرتے ہیں کہ آگ سامنے رہے تو انسان کو اپنا انجام کار یاد رہتا ہے کہ وہ صرف راکھ کا ڈھیر ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں زرتُشت پارسی کہلاتے ہیں۔ پارسیوں کے ہاں خدمتِ خلق اور خیرات دینے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ زرتُشت کے پیروکار ایران میں بھی پائے جاتے ہیں۔

روزہ اور زکوٰۃ کا تصور صرف اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دیگر مذاہب میں بھی یہ عبادات شامل ہیں۔ پارسیوں میں روزہ موجود تھا اور مذہبی پیشواؤں کے لیے روزہ رکھنا لازم تھا۔

عبادت میں کسی بت یا تصویر کی ضرورت نہیں پڑتی اور نہ ہی کوئی مورتی رکھی جاتی ہے۔ صرف آگ کا موجود ہونا ضروری ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ وہ آگ کو اپنا معبود اور خالق سمجھتے ہیں بلکہ آگ ان کے نزدیک اہورامزد (جو خالق خیر ہے) کی طاقت اور قوت کا مظہر ہے۔ وہ آگ کو روشن کرتے ہیں اور اسی کے ذریعے خدا کا تصور کرتے ہیں۔ آگ کے سامنے بھجن پڑھے جاتے ہیں اور ان کے خیال میں ان سے خالقِ شر کی قوتوں کا زور ٹوٹتا ہے اور اس کے فریب سے نجات ملتی ہے۔ خداوند اہورامزد اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ ان کو بدی اور برائی کے اندھیروں سے نجات دیتا ہے اور ان پر مہربان ہوتا ہے۔

اسی لیے آگ کو زرتشتی عبادت میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے بغیر ان کے ہاں عبادت کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ آگ خوشبودار لکڑیوں سے روشن کی جاتی ہے۔ خصوصاً صندل کی لکڑی استعمال کی جاتی ہے۔ آگ جلانے میں ایک خاص مقصد اور مصلحت بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ پارسی قوم عناصر سے بہت محبت کرتی ہے اور عقیدت رکھتی ہے۔ ان عناصر میں صرف آگ ہی ایسی چیز ہے جسے وہ اپنی عبادت گاہوں میں لے جا سکتے ہیں۔ پھر آگ انہیں دنیاوی زندگی کے بے ثبات ہونے کا احساس دلاتی ہے۔ یعنی جس طرح آگ خود راکھ میں

زرتشت کا طریقۂ عبادت

تبدیل ہوجاتی ہے اور ہر چیز کو جلا کر تباہ کردیتی ہے، اس طرح انسان کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اسے یہ بات سوچ لینی ہے کہ وہ پھر اسی طرح فنا ہوجائے گا جس طرح عناصر کو بقا نہیں ہے، اس طرح اس کے مرکبات پر بھی لازمی طور پر فنا اثر ہوگا۔ اور وہ کسی طرح بھی ابدی زندگی سے ہمکنار نہیں ہوسکتے۔ ابدی زندگی تو صرف ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو اہورا مزد کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے احکام پر چلتے ہیں۔ آگ کے جلانے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ خوشبو کو پھیلاتی ہے۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ وہ نیکیوں کو پھیلائے۔ دوسروں کو اس طرف مائل کرے۔ ہر ایک کے لیے رحمت کا باعث بنے، کسی کو اپنے عمل یا قول سے تکلیف نہ پہنچائے۔

آگ سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ وہ جس طرح سب کے کام آتی ہے خواہ وہ خالق خیر کے ماننے والے ہوں یا خالقِ شر کی پیروی کرنے والے۔ اس کا فیضان سب کے لئے ہے۔ وہ سب کی خدمت کرتی ہے اور اس میں اپنے آپ کو تباہ کرلیتی ہے۔ اس کے ہاں اپنے اور غیر کی تمیز نہیں ہے۔ اسی طرح ایک زرتشتی کو سب کے لئے مفید اور کارآمد ہونا چاہیے۔ اسے بلا تفریق مذہب و قوم سب کی خدمت کرنی چاہیے۔ غالباً یہی وہ احساس ہے جو پارسی قوم میں پایا جاتا ہے اور اسی احساس نے انہیں کارِ خیر میں دنیا کی اقوام میں ایک ممتاز مقام عطا کیا ہے۔

مسیحیت اور عبادت

مسیحی مذہب کی تاریخ دو ہزار سال پرانی ہے اور مسیحیوں کی تعداد دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ ان کی عبادت گاہ کو چرچ یا گرجا گھر کہا جاتا ہے۔ یہ عمارت مستطیل اور لمبی ہوتی ہے۔ ان کے ہاں عبادت اس قربانی کا شکرانہ ہے جو خداوند یسوع مسیح نے تمام انسانوں کی نجات کے لیے دی ہے۔ مسیحی مذہبی رسومات کے مطابق اجتماعی عبادات گرجا گھروں میں مذہبی رہنما کی قیادت میں ادا کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ گھر میں یا عبادت گاہ سے دُوری کی بنا پر پاک قربانی کے علاوہ، انفرادی عبادت، یا شخصی دعا بحیثیت مسیحی کسی جگہ پر بھی ادا کی جاسکتی ہے جبکہ پاک قربانی کی عبادت صرف گرجا گھر میں پادری کی راہنمائی میں ہی ادا کی جاتی ہے۔ عام مسیحی پاک قربانی کی عبادت مومنین کی جماعت (کلیسیا) کی قیادت میں کرسکتا ہے۔

مسیحی ابتدا میں ہیکل سلیمانی ہی میں عبادت کرتے تھے۔ پہلا گرجا گھر یروشلم میں تعمیر ہوا۔ اتوار کا دن عبادت کے لیے مقرر ہے۔ اس روز اُن تمام ممالک میں چھٹی ہوتی ہے، جہاں مسیحیوں کی اکثریت یا حکومت ہے۔ عبادت کے طریقوں میں حمد خوانی، بپتسمہ اور عشائے ربانی زیادہ اہم ہیں۔ عبادت خدا کو احترام اور محبت دینے کا ایک وسیع راستہ ہے۔ یہ ظاہری اعمال کے بجائے دل کا طریقہ ہے۔ عبادت ہمیشہ ظاہری شکل سے نہیں پہچانی جاتی۔ اس کے بجائے یہ دل کا ایک ذاتی عمل ہے جسے صرف وہ شخص اور خود خدا ہی سمجھ سکتا ہے۔ عبادت کا اظہار زندگی کے تمام شعبوں میں کیا جا سکتا ہے۔

مسیحی انفرادی اور اجتماعی طور پر عبادت کرتے ہیں۔ وہ خالص نیت اور صدق دل کے ساتھ خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرتے ہیں۔ مسیحی عبادت میں موسیقی کے ساتھ خدا کی تعریف اور حمد و ثنا کے گیت گائے جاتے ہیں۔ عبادت کے دوران مختلف مقاصد کے لیے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ عبادت کے دوسرے اہم حصہ میں پادری صاحب بائیبل مقدس میں سے حوالہ پڑھ کر خطبہ (sermon) پیش کرتے ہیں۔ عبادت کے اختتام پر پادری صاحب کلیسیا، ملک و قوم، امن و آشتی، برکات، انسانیت اور خدا کے رحم کے لیے دعا مانگتے ہیں۔

حمد خوانی

i- **حمد خوانی:** حمد خوانی کے لیے مسیحی ہر صبح گرجا گھر میں اکٹھے ہوتے ہیں' اور دوران تلاوت میں تمام لوگ کھڑے رہتے ہیں اور آخر میں گھٹنے جھکا کر دعا کی جاتی ہے۔ مسیحی عبادات کا ایک حصہ گیتوں کی شکل میں ادا کیا جاتا ہے۔

ii- **بپتسمہ:** بپتسمہ یونانی لفظ (Baptizo) جس کے معنی پانی میں غوطہ زن ہونا، ڈبونا یا رنگنا کے ہیں۔ مسیحی مذہب کا رکن بننے کے لیے بپتسمہ لینا ضروری ہوتا ہے۔ بپتسمہ دینے کے طریقوں میں کیتھولک فرقے اور باقی فرقوں میں اختلاف موجود ہے۔ کیتھولک کلیسا چھوٹے بچے کو والدین کی موجودگی میں بپتسمہ کی رسم کے ساتھ مخصوص دعائیں پڑھتے ہوئے، بچے کے سر پر تھوڑا سا پانی ڈال کر، یہ رسم ادا کرتے ہیں۔ پانی کا استعمال طہارت اور پاکیزگی کی علامت ہے جبکہ پروٹسٹنٹ فرقہ میں بپتسمہ دینے سے پہلے ہر شخص کو مسیحی تعلیمات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور اس فرقہ میں پادری بالغ شخص کو بپتسمہ دے کر کلیسیا میں شامل کرنے کی رسم ادا کرتے ہیں۔ اس فرقے کے مطابق بپتسمہ لینے والے شخص کو دعا کرتے ہوئے مکمل طور پر ایک بار پانی میں ڈبویا جاتا ہے اور یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اس شخص کو مکمل طور پر دھو کر گناہوں سے پاک کر دیا گیا ہے اور اب وہ مسیحی مذہب کا رکن بن گیا ہے۔

iii- **عشائے ربانی:** اس میں خداوند یسوع مسیح کی قربانی کی یاد میں عبادت کی جاتی ہے۔ اتوار کے روز گرجا گھروں میں دعاؤں کے

بعد روٹی اور انگوروں کے رس پر برکت مانگی جاتی ہے۔ پادری نجات کے لیے دعا مانگتا ہے اور یہ روٹی اور انگوروں کا رس حاضرین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ پاک روٹی اور انگور کا رس مائے کھلاتا ہے۔ بعض خطوں میں عبادت کے بعد باہمی میل جول کے لیے مسیحی اپنے اپنے گھر سے لایا ہوا کھانا مل کر کھاتے ہیں۔

کرسمس: (Christmas)

کرسمس ٹری

مسیحی کرسمس اور ایسٹر کے تہواروں پر گرجا گھروں میں خصوصی عبادات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے ترغیب دی کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ خدا کی راہ میں دے دے۔ کرسمس خداوند یسوع مسیح کی پیدائش کا دن ہے، جو بڑے جوش و خروش کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ کرسمس ٹری سے گھروں اور گلیوں کو سجایا جاتا ہے۔ رشتے داروں اور گھر والوں کو تحفے تحائف دیتے ہیں۔ اور مزے دار کھانوں سے تواضع کی جاتی ہے۔

ایسٹر: (Easter)

ایسٹر (Easter) کا دن مسیحی ایمان کے مطابق خداوند یسوع مسیح کی مصلوبیت کے بعد مردوں میں سے جی اٹھنے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ مسیحی ایسٹر سے پہلے ہر سال 40 روزے رکھتے ہیں، خداوند یسوع مسیح نے جنگل میں چالیس دن روزہ رکھا۔ کرسمس کی طرح ایسٹر ڈے پر بھی گھروں اور گرجا گھروں کو بڑی دھوم دھام سے سجایا جاتا ہے اور عبادات منعقد کی جاتی ہیں۔

اسلام اور عبادت

اسلام میں عبادت کا تصور نہایت وسیع اور جامع ہے، بلکہ اسے انسانوں کی تخلیق کا واحد مقصد قرار دیا گیا ہے۔ ہر کام جو خدا تعالیٰ کی منشا کے مطابق، اس کی رضا جوئی اور حکم کی تعمیل میں کیا جائے، وہ عبادت ہے۔ کسان کا کاشتکاری کرنا، معلم کا پڑھانا، طلبہ کا علم حاصل کرنا، تاجروں کا کاروبار کرنا۔ جب تک یہ سب کچھ اسلامی احکام کے مطابق ہے، تو یہ سب عبادت ہے۔ بعض عبادات فرض کی گئی ہیں۔ ان عبادات کے ادا کرنے کی جگہ، وقت اور طریقہ کار بھی مقرر کر دیا گیا ہے۔

عبادات میں نماز اہم فریضہ ہے، جو ہر بالغ مرد و عورت پر فرض ہے۔ خواتین عموماً گھر پر نماز ادا کرتی ہیں جب کہ مردوں کو نماز باجماعت قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی عبادت گاہ (مسجد) میں جا کر باجماعت نماز ادا کریں۔ نماز مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔ اسی طرح

جمعہ کی نماز جامع مسجد (بڑی مسجد) میں ادا کی جاتی ہے۔ نماز جمعہ ہر مسجد میں ادا نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ اس کی خاص شرائط ہیں۔ نماز کے لیے باوضو ہونا، بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔ پانچ نمازوں، فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشا کے پڑھنے کے اوقات بھی مقرر ہیں۔ نماز کے چودہ فرائض ہیں۔ سات فرائض نماز سے پہلے پورے کیے جاتے ہیں یعنی بدن پاک ہونا، لباس کا پاک ہونا، نماز کی جگہ کا پاک ہونا، ستر میں ہونا، نماز کا وقت ہونا، قبلہ رو ہونا اور نیت کرنا۔ سات فرائض نماز کے اندر ادا کیے جاتے ہیں ان میں تکبیر تحریمہ (نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا) قیام کرنا، قرأت کرنا، رکوع، سجدہ اور قعدہ کرنا نیز سلام سے نماز ختم کرنا۔

روزہ دوسری بڑی عبادت ہے، جس میں صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک ہر بالغ مسلم مرد و عورت کو کھانے پینے سے روکا گیا ہے۔ نماز کی طرح روزے کی بھی شرائط ہیں۔ زکوٰۃ سال میں ایک دفعہ ادا کی جاتی ہے اس کا نصاب مقرر ہے۔ زکوٰۃ بچت پر ایک سال بعد ادا کی جاتی ہے۔ زکوٰۃ کے بارے میں قرآن اور حدیث میں مفصل احکام موجود ہیں۔ یہ عبادت ہے اور معاشی مسائل کا ایک حل بھی۔ یہ صرف ان لوگوں پر فرض ہے جو صاحبِ نصاب ہوں۔ یہ ہر ایک پر فرض نہیں۔ مسلم آبادی دو طرح کے افراد پر مشتمل ہوتی ہے، زکوٰۃ دینے والے اور زکوٰۃ لینے والے۔ اسی طرح حج ان لوگوں پر فرض کیا گیا ہے جو صاحبِ استطاعت ہوں۔ یہ زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ یہ مقررہ دنوں میں ادا کیا جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا عالمی اجتماع ہے۔ خانہ کعبہ جو مکہ مکرمہ میں ہے وہ مسلمانوں کی سب سے بڑی اور اہم عبادت گاہ ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان اسی مرکز کی طرف منہ کر کے روزانہ اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں۔

اسلام میں اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی تعمیل کرنا عبادت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عبادت کے تمام طریقوں پر عمل کر کے دکھایا۔ دوسروں کی مالی مدد کرنا یعنی صدقہ وغیرہ دینا، سلام کہنا، دوسروں کے بارے میں اچھی سوچ رکھنا اور خدمتِ خلق، سب کا شمار عبادت میں ہوتا ہے۔ دوسروں کی بھلائی چاہنا، ہمسایوں، مسافروں، یتیموں اور بیواؤں کی امداد کرنا، والدین کی بے لوث خدمت اور نیکی کی راہ پر چلنے کی تلقین کرنے کا شمار بھی عبادت میں ہوتا ہے۔ الغرض اسلام میں عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور خدمتِ خلق کا ہر کام عبادت ہے۔

فیصل مسجد۔ اسلام آباد

سکھ مذہب اور عبادت

سکھ مذہب میں عبادت گاہ کو ''گورودوارہ'' کہتے ہیں، وہ جگہ جہاں گورو گرنتھ صاحب (سکھوں کی مذہبی و مقدس کتاب) براجمان ہو۔ گورودوارہ دو الفاظ سے بنا ہے۔ پہلا حصہ ''گورو'' اور دوسرا حصہ ''دوارہ'' ہے۔ اس کا مطلب گورو جی کے براجمان ہونے کا مقدس مقام ہے۔ گورودوارہ جانے سے پہلے ہر انسان کو ان آداب کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہ روحانیت کی تڑپ رکھنے والوں کے لیے معرفت کا مرکز، بھوکوں کے لیے خوراک کا مرکز، بیماروں کے لیے شفا خانہ، خواتین کے لیے ناموس اور عزت کے تحفظ کا قلعہ اور مسافروں کے لیے پناہ گاہ ہے۔ لیکن عبادت کا مرکز گورو گرنتھ صاحب ہی ہے، جو سکھوں کا مرکز ہی نہیں بلکہ روحانیت کا سرچشمہ بھی ہے اور وہ اسے زندہ گُرو اور سچا پاتشاہ مانتے ہیں' اور اسی سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ 1430 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں 5894 شَبد ہیں۔ اس کے موضوعات میں توحید، توکّل، توبہ، شرک سے ممانعت، آخرت پر ایمان اور بہت سے دوسرے موضوعات شامل ہیں۔ ہر عبادت میں اسی سے شَبد پڑھے جاتے ہیں۔

انفرادی عبادات میں ذاتِ الٰہی کی حمد و ثنا یا نامِ سَمرَن (ذکرِ الٰہی) بنیاد ہے۔ دنیا کے کاموں میں مصروف سکھ واہگورو کا سمرن کرتے ہیں۔ صبح سویرے اٹھ کر اشنان کر کے گورو گرنتھ صاحب سے منتخب کلام پڑھتے ہیں۔ پانچ بانیوں کا لازماً پاٹھ کرتے ہیں۔ بعد ازاں کچھ دیر کے لیے یکسو ہو کر یادِ الٰہی میں محو رہتے ہیں۔ سِکھوں کے ہاں کیرتن بھی ذکرِ الٰہی ہے، جس میں مل کر موسیقی کے ساتھ گُربانی پڑھی جاتی ہے۔ جسے تربیت یافتہ اور خوش الحان لوگ پڑھتے ہیں۔

گورودوارہ ننکانہ صاحب

گورودوارے میں صبح و شام عبادت کی جاتی ہے۔ وہاں جانے سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے۔ گورودوارے میں داخل ہو کر سر جھکاتے ہیں اور سیڑھیاں چڑھنے سے پہلے جوتے اتار دیئے جاتے ہیں اور مرد و خواتین سر ڈھانپ لیتے ہیں۔ بعد ازاں اس چبوترے کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، جہاں گورو گرنتھ صاحب کا پاٹھ ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ صرف اس سچے پاتشاہ کے حضور جھکتے ہیں اور نیاز لنگر کے لیے بَیٹھا (نیاز) دیتے ہیں۔ عموماً صبح سُکھ مُنی صاحب اور شام کو رِہراس صاحب اور کیرتن کیا جاتا ہے۔ بڑے گورودواروں میں خاص گرنتھی صاحبان ہوتے ہیں۔

ورنہ کوئی بھی سکھ گُوروبانی کا پاٹھ کرسکتا ہے۔ اختتام پر ارداس (دعا) کھڑے ہو کر کرتے ہیں۔ آخر میں پرشاد (تبرک) تقسیم ہوتا ہے۔

گورو گرنتھ صاحب کا پاٹھ عبادت کی روح ہے۔ جس جگہ یہ پاٹھ ہو، اُسے ''دربار صاحب'' کہتے ہیں۔ گورودوارہ ہو یا گھر، اس زندہ پاتشاہ کے لیے الگ کمرہ مخصوص ہوتا ہے، جیسے موسم کے مطابق ٹھنڈا یا گرم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ دربار صاحب میں موجود گورو گرنتھ صاحب کو سردی سے محفوظ رکھنے کے لیے ہیٹر جلائے جاتے ہیں اور گرمی کی شدت سے بچانے کے لیے پنکھوں اور ایئر کنڈیشنز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ دربار صاحب کے تقدس اور احترام کو قائم رکھنے کے لیے وہاں عبادت کے علاوہ کوئی اور کام نہیں کیا جاتا۔

سکھ مذہب کے بانی گورونانک صاحب جی کا جنم پاکستان کے مشہور شہر ننکانہ صاحب میں ہوا۔ گورو جی کی آخری آرام گاہ بھی نارووال شہر کے قریب ''کرتارپور'' میں ہے۔ جہاں انھوں نے اپنی زندگی کے آخری 18 برس گزارے۔ یہاں وہ کھیتی باڑی بھی کرتے تھے اور اپنے مصاحبوں اور لوگوں سے ملاقات بھی کرتے تھے۔ اُنکی کی سمادی بھی یہیں ہے۔

گوروصاحب کے 550 سالہ جنم دِن پر پاکستان کے عوام نے سکھوں اور تمام یاتریوں کے لیے بغیر ویزہ کے کرتار پور کا بارڈر کھول دیا گیا تھا۔ کرتار پور میں پاکستان کے ساتھ ساتھ پوری دنیا سے زائرین آتے ہیں۔ سکھ مذہب کے ماننے والے یہاں آکر اپنی عبادت بھی کرتے ہیں اور لنگر (نیاز) کھا کر پاکستان کی سلامتی کی دُعا کے ساتھ ساتھ ''سربت دا بھلا'' (تمام انسان کی خیر) کی ارداس (دُعا) بھی کرتے ہیں۔

گورودوارہ کرتارپور

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیے۔

1- مختلف مذاہب کی عبادت گاہ کے نام بتائیں اور ان مذاہب میں عبادت کی بنیاد کیا ہے؟

2- ہندو دھرم میں عبادت کے طریقے کون سے ہیں؟

3- مسیحیت میں عبادت کے کون کون سے طریقے موجود ہیں؟

4- بدھ مت کے ماننے والے کیسے عبادت کرتے ہیں؟

5- اسلام میں نظامِ عبادت کی وضاحت کریں؟

6- سکھ مذہب میں کرتارپور کی کیا اہمیت ہے؟

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1- مختلف مذاہب میں عبادت کا مرکزی تصور کیا ہے؟

2- عبادت کے طریقے کس نے بتائے ہیں؟

3- ہندو دھرم میں عبادت کا کیا جواز ہے؟

4- ہندوؤں کے مقدس مقامات کون کون سے ہیں؟

5- بدھ مت کے کتنے فرقے ہیں؟

6- بدھ مت کے کس فرقے میں خدا کا تصور موجود ہے؟

7- مسیحیت میں بپتسمہ کا کیا طریقہ ہے؟

8- اسلام میں عبادت کا جامع تصور کیا ہے؟

9- سکھ مذہب میں عبادت کی روح کیا ہے؟

10- زرتشت میں خدا کا کیا تصوّر ہے؟

(ج) درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1- ہندو دھرم کے مطابق یہ دنیا.............................ہے۔

(ا) امتحان گاہ　　(ب) دکھوں کا گھر

(ج) قیدخانہ　　(د) آنے والی زندگی کے لیے تیاری کی جگہ

2- ہندو دھرم میں اشنان کرنا.........................ہے۔

(ا) صفائی کا تقاضا (ب) عبادت کا حصہ

(ج) فطری ضرورت (د) موسمی حالات کی مجبوری

3- بدھ مت میں خیرات مانگنا.........................ہے۔

(ا) زندگی کی اہم ضرورت پوری کرنا (ب) زندہ رہنے کا آسان ذریعہ

(ج) عبادت کا حصہ (د) پوتر ہونے

4- زرتشت مذہب میں آگ کی پرستش اس لیے کی جاتی ہے کیوں کہ.........................ہے۔

(ا) آگ یزدانی قوت کا مظہر (ب) انسان کو انجام یاد دلاتی

(ج) پانی ہوا کی نسبت سامنے رکھنا آسان (د) ا، ب، ج

5- مسیحی مذہب میں دنیا کا پہلا گرجا گھر.........................میں تعمیر ہوا۔

(ا) اٹلی (ب) قسطنطنیہ (ج) یروشلم (د) فلسطین

6- ہر مذہب میں عبادت......................... کی جاتی ہے۔

(ا) آخری زندگی کے لیے (ب) دنیا حاصل کرنے کے لیے

(ج) موت میں آسانی کے لیے (د) الف، ب، ج

7- .... کو زرتشت میں عبادت کا اہم جزو مانا جاتا ہے۔

(ا) آگ (ب) درخت (ج) مٹی (د) ا، ب، ج

8- نماز میں .... فرائض اہم ہیں۔

(ا) 7 (ب) 5 (ج) 9 (د) ا، ب، ج

9- بدھ مت کے ہاں کسی .... کا بھی تصور نہیں ہے۔

(ا) دیوتا (ب) خدا (ج) عبادت (د) ا، ب، ج

(د) صحیح جملے کے سامنے ''ص'' اور غلط کے سامنے ''غ'' لکھیں۔

1- ہندو دھرم میں تری مورتی کا کوئی تصوّر موجود نہیں۔

2- کنبھ کا میلا ہر 12 سال کے بعد ہوتا ہے۔

3- مسیحی مذہب کا رکن بننے کے لیے بپتسمہ لینا ضروری ہوتا ہے۔

4- اسلام میں زکوٰۃ ادا کرنا ہر ایک پر فرض ہے۔

5- گورودوارے میں صرف شام کو عبادت ہوتی ہے۔

6- بدھ مت میں بہت سے فرقے ہیں۔

7- گرونانک صاحب جی نے آخری اٹھارہ سال کرتارپور میں گزارے۔

8- پارسیوں میں بھی روزہ رکھا جاتا ہے۔

(ہ) کالم (الف) کا ربط کالم (ب) سے کیجیے اور جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
اجتماعی عبادت	مسجد	
ہندو دھرم	وہارا	
مسلمان	گرجا	
زرتُشت	عبادت گاہیں	
بدھ مت	گوردوارہ	
مسیحیت	آتش کدہ	
سکھ مذہب	مندر	
	ہیکل سلیمانی	

(و) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1- کلاس کے طلبہ گروپس میں تقسیم ہو کر مختلف مذاہب کی عبادات اور تہواروں کے بارے میں گفتگو کریں۔

2- انٹرنیٹ سے عبادت کے طریقوں کی تصاویر لے کر انھیں نمائش کا حصہ بنائیں۔

(ز) اساتذہ کے لیے ہدایات:

1- طلبہ کو کسی مذہب کی عبادت گاہ کی سیر کروائی جائے۔

☆☆☆☆

باب
4

آداب

عبادت گاہوں کے آداب:

آداب غیر رسمی قوانین ہوتے ہیں جن سے کسی معاشرے کی ثقافتی، تاریخی اور مذہبی ترجیحات کا پتا چلتا ہے۔ایک انسان معاشرے میں جس قدر شائستہ اور مناسب رویہ اختیار کرتا ہے، اتنا ہی وہ مؤدب، بااخلاق اور مہذب سمجھا جاتا ہے۔آدابِ زندگی انسان کو ایسے جرائم اور خطاؤں بلکہ بعض اوقات فسادات سے بچاتے ہیں جن سے قانون نہیں بچاسکتا۔آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ ایک شخص اپنی غلطی کا احساس ہونے پر ''معاف کیجیے'' (Sorry) کہہ دیتا ہے تو دوسرے کے دل کا میل اتر جاتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتو پھر معاملہ کتنا بگڑ جائے؟ عبادت گاہ کے آداب پڑھیے، ذہن نشین کیجیے اور ہمیشہ ان پر کاربند رہیے۔

عبادت گاہوں میں مذہبی فرائض سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ایک مذہب کے ماننے والے اپنی عبادت گاہ کو زیادہ اہم سمجھتے ہوں لیکن یاد رکھیے کہ ہر عبادت گاہ اس مذہب کے ماننے والوں کے لیے اتنی ہی مقدس ہے جتنی آپ کی عبادت گاہ آپ کے لیے مقدس ہے۔اس لیے تمام عبادت گاہوں کا احترام لازم ہے۔ یہ صرف آداب کا تقاضا ہی نہیں خود مذہب کا حکم بھی ہے:۔

1۔ عبادت گاہ ایک مقدس مقام ہے اس لیے اس کا احترام کیجیے۔

2۔ عبادت گاہ میں داخل ہوتے ہی موبائل فون بند کر دیں اور عمومی گفتگو سے پرہیز کیجیے۔

3۔ تمباکو نوشی سے پرہیز کیجیے۔اگر کوئی مذہب اسے بُرا نہیں سمجھتا، تو بھی عبادت گاہ میں اسے معیوب سمجھا جاتا ہے۔

4۔ مذہب ایک حساس معاملہ ہے اس لیے دوسروں کے جذبات کا خیال رکھیے۔

5۔ عبادت گاہ میں کھانا پینا مناسب نہیں لیکن وہاں جو نیاز ملے اسے کھا لینا چاہیے۔

6۔ کسی عبادت گاہ میں برہنہ یا نیم برہنہ حالت میں داخلہ نامناسب ہوتا ہے۔اس لیے کسی عبادت گاہ میں جانے سے پہلے مناسب لباس پہن لیجیے۔

7۔ اکثر عبادت گاہوں میں نئے آنے والوں کو خوش آمدید کہا جاتا ہے، لیکن جہاں داخلے کی خصوصی شرائط ہوں یا داخلہ محدود یا منع ہو، وہاں ان باتوں کی پابندی لازم ہے۔

8۔ عبادت گاہوں میں تھوکنا اور بے جا ہنسی مذاق منع ہے۔

مندر :

1۔ مندر میں مناسب اور پاکیزہ لباس میں آئیں اور مندر میں سر ڈھانپ کر داخل ہوں۔

2۔ مندر میں داخلے سے پہلے جوتے اُتار دیں۔

3۔ مندر میں پاؤں استھان کی طرف نہ کریں۔

4۔ مندر میں بھنڈارے کی سیوا ہر خاص و عام کے لیے برابر ہے۔

مندر

وہارہ (بدھ مت) :

بدھ مت کی عبادت گاہ کو وہارہ (Vihara) کہا جاتا ہے۔ بدھ اپنی عبادت گاہ میں آنے والوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ تاہم وہ توقع کرتے ہیں کہ لوگ اُن کی عبادت گاہوں کے آداب کا خیال رکھیں گے۔ وہارہ میں جانے والوں کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

1۔ جوتے عبادت گاہ سے باہر اتارے جائیں۔

2۔ پاکیزہ اور ڈھیلا ڈھالا لباس پہنا جائے۔

3۔ باہم بول چال اور ملنے جلنے میں احترام کا رویہ اپنایا جائے۔

4۔ وہارہ میں مرد اور خواتین مل کر بیٹھتے ہیں۔

5۔ سادھوؤں سے عام آدمی ہاتھ نہ ملائے۔

وہارہ (بدھ مت)

سینا گاگ: (Synagogue) یہودی عبادت گاہ

کنیسہ (انگریزی: synagogue، یونانی: shul) یہودی معبد کو کہتے ہیں۔ عبرانی میں اس کو بیت تفیلہ (عبادت گاہ) یا بیت کنیست (جماعت خانہ) بھی کہا جاتا ہے۔

عموماً ہر جماعت خانے میں ایک بڑا سا کمرہ ہوتا ہے جس میں جماعت اکٹھا ہوتی ہے، دو تین چھوٹے کمرے ہوتے ہیں اور کئی میں درسِ تورات کے لیے ایک الگ کمرہ ہوتا ہے جس کو بیت مِدراش کہتے ہیں

یہودی عبادت گاہ

درسِ تورات کے لیے ایک الگ کمرہ ہوتا ہے جس کو بیت مِدراش کہتے ہیں
بڑے جماعت خانوں میں اکثر مِقواہ بھی موجود ہوتا ہے جو غسل کے لیے ہوتا ہے۔

1۔ پاکیزہ لباس پہن کر جائیں۔
2۔ مرد سر ڈھانپ کر رکھیں۔ سر ڈھانپنے کے لیے خاص ٹوپی مہیا کی جاتی ہے۔
3۔ رجعت پسندوں (Orthodox) کی عبادت گاہوں میں شادی شدہ عورتیں سر ڈھانپ کر بیٹھیں۔
4۔ عبادت کے دوران دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں۔ عبادت کے دوران سب کھڑے ہو جاتے ہیں۔
5۔ رجعت پسندوں کے ہاں مرد اور عورتیں ایک جگہ عبادت نہیں کرسکتے۔

گرجا گھر :

گرجا گھر

1۔ گرجا گھر میں مناسب اور پاکیزہ لباس پہنا جاتا ہے۔
2۔ گرجا گھروں میں دری، قالین یا بینچ پر بیٹھ کر عبادت کی جاتی ہے۔
3۔ مرد اور خواتین الگ الگ بیٹھتے ہیں۔
4۔ مسیحی عبادت کے مختلف حصے ہوتے ہیں بعض حصّوں میں صرف پادری صاحب عبادتی الفاظ ادا کرتے ہیں اور عبادت کے بعض حصوں میں تمام لوگ مل کر عبادتی الفاظ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح عبادت کے کچھ حصے کھڑے ہو کر ادا کیے جاتے دہیں، اور کچھ گھٹنے ٹیک کر ادا کیے جاتے ہیں۔ جبکہ عبادت کے کچھ حصے حمدیہ گیت موسیقی کے ساتھ گا کر ادا کیے جاتے ہیں۔
5۔ مرد سر ڈھانپے بغیر عبادت کرتے ہیں اور عورتیں سر ڈھانپ کر عبادت میں شریک ہوتی ہیں۔

مسجد :

ہر عبادت گاہ میں داخل ہونے والے دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ زیادہ تر اس مذہب کے ماننے والے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے مذہب کی ہدایات کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ دوسرے وہ، جو کسی وجہ سے دوسرے مذاہب کی عبادت گاہ میں جاتے ہیں۔ مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے۔ ایک مسلمان کے لیے مسجد میں داخلے کے وقت ضروری ہے کہ وہ باوضو ہو، عبادت کی نیت سے داخل ہو، اس کا لباس پاک ہو، وہ قبلہ رو ٹانگیں نہ پھیلائے، اور وہ غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرے جب کہ دیگر لوگوں اور خود مسلمانوں کو مسجد کے

ان آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔

1۔ مسجد میں دنیاوی اُمور پر گفتگو نہ کریں۔ جب لوگ عبادت میں مصروف ہوں تو خاموش رہنا چاہیے۔

2۔ مساجد میں داخلے سے پہلے جوتے اتار دینا ضروری ہے۔

3۔ بدبودار خوراک کھا کر مسجد میں نہ جائیں اور نہ ہی بدبودار لباس پہن کر جائیں۔

5۔ نماز ادا کی جا رہی ہو تو نمازی کے سامنے سے نہ گزریں۔

6۔ موبائل فون بند رکھیں اور غیر ضروری گفتگو سے پرہیز کریں۔

7۔ مرد اور خواتین پاکیزہ حالت ہی میں مسجد میں داخل ہوں۔

مسجد وزیر خان

گوردوارہ :

1۔ سکھوں کی عبادت گاہ گوردوارہ میں داخلے سے قبل جوتے اور موزے اتار دیئے جائیں۔ ہاتھ اور پاؤں دھولیں۔

2۔ سر ڈھانپ لیے جائیں۔ جن کے پاس رومال یا ٹوپی نہ ہو، انھیں گوردوارے میں سر ڈھانپنے کے لیے کپڑا مہیا کیا جاتا ہے۔

3۔ مرد اور عورتوں کے عبادت کے دَوران بیٹھنے کے لیے الگ الگ جگہ ہوتی ہے۔

4۔ گوردوارے کی حدود میں سگریٹ، کوئی نشہ آور اشیا یا گوشت، اور انڈہ لے جانا نیز ان کا استعمال کرنا سختی سے ممنوع ہے۔

5۔ گورو گرنتھ صاحب کا پاٹھ ہو رہا ہو تو خاموشی سے مؤدب بیٹھتے ہیں۔

6۔ سنگت کے لیے پرشاد لینا ضروری ہے۔

7۔ گوردوارہ صاحب کے چار دروازے ہوتے ہیں۔ کسی بھی مذہب، ذات یا رنگ کا کوئی بھی انسان گوردوارہ جا سکتا ہے۔

8۔ ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ گوردوارہ صاحب میں سب کے لیے ارداس (دُعا) کرے۔

گرودوارہ پنجہ صاحب

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1۔ ''عبادت گاہ خواہ کسی بھی مذہب کی ہو قابلِ احترام ہے'' ایک نوٹ لکھیں۔

2۔ ایسے آداب بتائیں، جو سب عبادت گاہوں کے لیے مشترک ہیں۔

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ کسی دوسرے مذہب کی عبادت میں جاتے ہوئے کن آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

2۔ مسیحی گرجا گھر میں مرد اور عورتوں کے بیٹھنے کے کیا آداب ہیں؟

3۔ وہارہ میں داخل ہوتے وقت لباس کیسا ہونا چاہیے؟

4۔ ایک مسلمان کے لیے مسجد میں داخل ہوتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

5۔ گوردوارہ میں کون کون سی چیزیں لے جانا منع ہیں؟

(ج) دُرست جواب کو نشان (✓) لگائیے۔

1۔ آداب سے کسی ملک کے معاشرے کی .... ترجیحات کا پتا چلتا ہے۔

(ا) مذہبی (ب) تاریخی

(ج) ثقافتی (د) ا، ب، ج

2۔ آداب .... ہوتے ہیں۔

(ا) حسنِ زندگی (ب) تہذیبی عناصر

(ج) غیر رسمی قوانین (د) زندگی کے سلیقے

3۔ وہارہ .... کی عبادت گاہ ہے۔

(ا) جین مت (ب) بدھ مت

(ج) ہندو دھرم (د) سکھ مذہب

4۔ مسیحی گرجا گھر میں .... بیٹھتے ہیں۔

(ا) سیدھی قطاروں میں (ب) نیم دائرے میں

(ج) گول دائرے میں (د) مرد و خواتین الگ الگ

5۔ گوردوارے میں .... لے کر جانا منع ہے۔

(ا) انڈے (ب) گوشت

(ج) سگریٹ (د) ا،ب،ج

(د) صحیح جملے کے سامنے ''ص'' اور غلط کے سامنے ''غ'' لگائیے۔

1۔ آداب بعض اوقات ایسے فسادات سے بچاتے ہیں جن سے قانون نہیں بچا سکتا۔

2۔ ہر عبادت گاہ میں تمباکو نوشی منع ہے۔

3۔ بدھ مت اپنی عبادت گاہ میں دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کا آنا اچھا نہیں سمجھتے۔

4۔ یہودی عبادت گاہ کو سینا گاگ کہتے ہیں۔

5۔ عبادت گاہ میں غیر ضروری گفتگو ممنوع ہے۔

(ہ) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1۔ اپنے استاد محترم کے ساتھ مل کر مختلف مذاہب کی عبادت گاہیں دیکھیں اور وہاں ذمہ داروں سے داخلے کے آداب دریافت کریں۔

2۔ مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں کی تصاویر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

(و) اساتذہ کے لیے ہدایات:

ادب واحترام کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر سوال وجواب کی ایک نشست رکھیے۔

☆☆☆☆

عوامی مقامات کے آداب

دفاتر :

ہر دفتر کے آداب دستاویزی شکل میں ہوتے ہیں لیکن زیادہ تر روایات پر مشتمل ہیں اور ان کا تعلق عام سوجھ بوجھ، خوش اخلاقی اور شائستگی سے ہوتا ہے۔ چند اہم آداب یہ ہیں :

1۔ دفتر میں ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آیئے اور ان کی سہولتوں کا خیال رکھیے۔

2۔ دفتر میں موجود اور باہر سے آنے والوں کے ذاتی اُمور کا خیال رکھیں اور ان میں مداخلت نہ کریں۔

3۔ دوسروں کے خطوط مت پڑھیے۔

4۔ آپ کے چہرے پر مسکراہٹ اور دھیمی گفتگو سے دفتر میں آنے والوں کی تکالیف نصف رہ جاتی ہیں۔ اس لیے ہمیشہ دوسروں کا استقبال مسکرا کر کریں۔

5۔ اپنے ہم کار ساتھیوں میں سے کسی کو کم تر اور کم ذمہ دار تصور نہ کریں۔

6۔ سب کے سامنے دوسروں کو تنقید کا نشانہ نہ بنائیں، ضروری بات کہنا ہو تو تنہائی میں کہیں۔

7۔ اعلیٰ افسر سے اختلاف کی صورت میں الگ سے وقت لے کر اپنا نقطۂ نظر ان کے سامنے واضح کریں۔

8۔ اپنا روزمرہ کام ہر روز نمٹا دیجیے۔

9۔ دفتر میں موبائل فون کے بکثرت استعمال سے پرہیز کریں۔ سرکاری اور نہایت ضروری اُمور کے لیے فون سننے کے دوران میں اپنا لہجہ دھیما رکھیے۔

10۔ دوسروں کے ساتھ گھل مل کر رہیے اور مشترک کاموں میں شرکت کیجیے۔

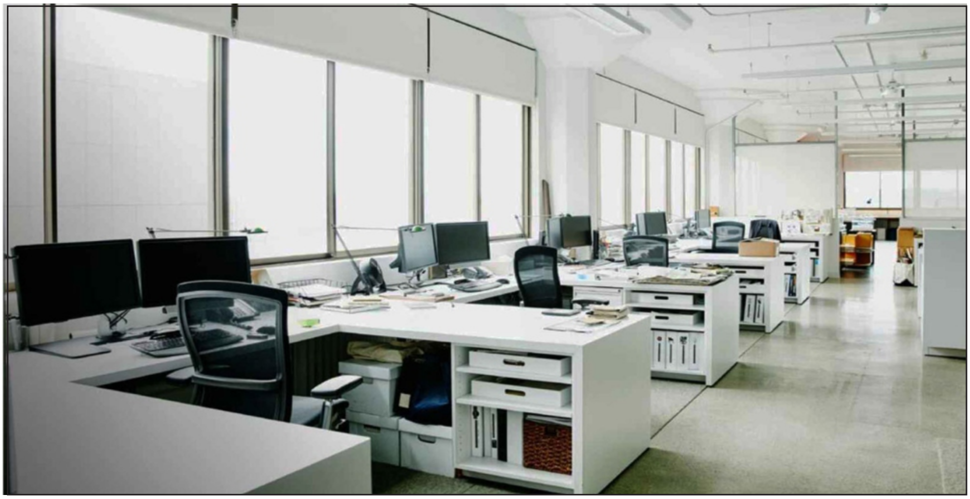

بینک :

بینک ایک اہم سماجی ادارہ ہے جہاں رقوم جمع کرائی جاتی ہیں اور وقتِ ضرورت زیورات یا اہم دستاویزات بھی حفاظت کے لیے رکھی جاتی ہیں۔ اسی طرح حسبِ ضرورت رقوم، زیورات یا اہم دستاویزات وہاں سے واپس لی جاتی ہیں۔ عام طور پر بینکوں کا عملہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مہذب ہوتا ہے۔ نیز انھیں اعلیٰ حکام کی جانب سے بینک سے لین دین رکھنے والے افراد کے ساتھ معقول رویے کی تلقین کی جاتی ہے تاہم بینک کے عملے اور بینک سے لین دین کرنے والوں کو ان آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔

1۔ بینک میں کاروباری اوقات مقرر ہیں ان کا خیال رکھیں۔ مقررہ اوقات کے بعد عملہ سے خدمت لینے پر اصرار نہ کریں۔

2۔ لین دین کے اوقات میں عموماً رش ہوتا ہے۔ اس لیے قطاریں بنا کر رقم کا لین دین کریں یا یوٹیلیٹی بل جمع کرائیں۔

3۔ اکثر بینکوں میں مشینی ٹوکن کی سہولت موجود ہوتی ہے، اس سے استفادہ کریں اور سکون سے اپنی باری کا انتظار کریں۔

4۔ بعض اوقات رش یا کمپیوٹر میں خرابی کی وجہ سے عملے کی قوتِ کار میں کمی آنے پر غیر جذباتی رویہ اختیار کریں۔

5۔ موبائل فون بینک کے اندر استعمال نہ کریں یہ بات حفاظتی نقطۂ نظر سے آپ کے اور بینک کے مفاد میں ہے۔

6۔ بینک سے رقم وصول کر کے کاؤنٹر پر ہی گن لیجیے۔

7۔ کاروباری اور اخلاقی آداب پر عموماً بینک کے عملے کو عبور حاصل ہوتا ہے لیکن تکرار یا غلط فہمی کی صورت میں بینک کے سینئر افسران سے رجوع کریں۔

8۔ کسی قسم کی معلومات، وضاحت، رہنمائی یا مدد کے لیے کسٹمر سروس کے مقام پر موجود افسر سے رجوع کریں۔

ہسپتال :

ہسپتال میں آپ تیماردار ہیں یا ملاقاتی ہیں۔سب کے لحاظ سے کچھ قوائد وضوابط پر عمل کرنا ضروری ہے تا کہ ہسپتال کی فضا اور کام میں خلل نہ پڑے۔

1۔ ہسپتال میں جانے سے پہلے فون کر کے مریض کے گھر والوں سے آنے کی اجازت لیں۔

2۔ جو اوقاتِ کار ہسپتال میں ملاقات کے لیے مقرر ہیں اُسی میں مریض کو دیکھنے جائیں تا کہ ہسپتال کے کام میں خلل نہ پڑے۔

3۔ مریض کے گھر والوں کو جانے سے پہلے اطلاع دیں۔اگر مریض کے بارے میں ڈاکٹر کی طرف سے کوئی خاص ہدایات ہیں تو اُن پر عمل کریں۔خاص طور پر بچوں کے وارڈ میں جانے سے پہلے احتیاط کریں۔

4۔ مریض کے گھر والوں سے پوچھ کر مریض کے لیے کھانے پینے یا کوئی تحفہ لے کر جائیں۔مثلاً، پھول، پھل یا کتابیں وغیرہ۔ بچوں کے لیے کھلونے وغیرہ۔

5۔ ہسپتال میں جانے سے پہلے صاف لباس پہنیں، چہرے پر ماسک اور ہینڈ سینٹا ئزر کا استعمال کریں۔ہسپتال سے واپس آئیں تو فوراً کپڑے تبدیل کریں اور غسل کریں۔

6۔ ہسپتال میں داخل ہوں تو الیکٹرانک آلات مثلاً موبائل فون، آئی پیڈ وغیرہ کا استعمال نہ کریں۔

7۔ ہسپتال اور مریض کے کمرے میں اونچی آواز میں باتیں نہ کریں۔تیز خوشبو وغیرہ کا استعمال نہ کریں۔

8۔ مریض اگر وارڈ میں داخل ہوں تو باقی مریضوں کے آرام کا خیال رکھیں۔چھوٹے بچوں کو اپنے ساتھ ہسپتال لے کر نہ جائیں۔

9۔ مریض کی بیماری کے بارے میں اُس سے سوالات نہ پوچھیں، اور نہ اپنی طرف سے کوئی مشورہ اور دوائی مریض کو بتائیں۔مریض کے بستر پر نہ بیٹھیں بہت دیر مریض کے پاس نہ بیٹھیں۔

10۔ مریض سے خوشگوار ماحول میں باتیں کریں۔اگر آپ کو زکام یا کوئی دوسرے وبائی بیماری ہے۔تو ایسی حالت میں ہسپتال نہ جائیں۔

11۔ ہسپتال کے قوانین کا احترام کریں۔ ہسپتال کے عملے مثلاً ڈاکٹر، وارڈ ورکر، نرسز وغیرہ کے ساتھ تعاون کریں اور احترام سے پیش آئیں۔

12۔ ہسپتال میں بہت سے افراد اکٹھا ہوکر مریض کے کمرے یا وارڈ میں نہ جائیں۔خواتین مریض کے کمرے یا وارڈ میں مرد حضرات اجازت لے کر جائیں۔

13۔ مختلف امراض مثلاً کروان،فلو،ڈینگی وغیرہ کے دنوں میں ہسپتال جانے سے گریز کریں۔

پارک :

پارکوں میں لوگ سیر وتفریح یا ورزش کے لیے جاتے ہیں جو لوگ ورزش کے لیے جاتے ہیں۔ وہ عموماً صبح یا شام میں جاتے ہیں۔ ورزش کے لیے خاص کھلا ہوادار لباس پہنا جاتا ہے۔ کچھ لوگ ہفتہ وار چھٹی یا خاص دنوں کی چھٹیوں میں فیملی کے ساتھ سیر وتفریح کے لیے پارکوں کا رُخ کرتے ہیں۔ اگر پارک بڑا ہے تو اس میں عموماً بچوں کے لئے کھیلنے کے لیے ایک الگ جگہ ہوتی ہے۔ جہاں بچوں کے لیے جھولے لگائے جاتے ہیں وہاں بچے والدین کے ساتھ جائیں، بچوں کو جھولوں پر اکیلا نہ چھوڑیں اور اس کی حفاظت کا خیال رکھیں۔ ورزش کرنے والوں کے لیے پارکوں میں الگ جگہ اور چلنے کا ٹریک (چلنے کا راستہ) بنا ہوتا ہے۔

تفریح کے لیے آنے والوں کے لیے کھانے پینے کی دکانیں (Stalls) ہوتی ہیں۔جس طرح ہر عوامی مقام پر جانے اور وہاں قیام کے کچھ قواعد وضوابط ہیں اسی طرح پارک کے بھی قواعد وضوابط ہیں۔

1۔ پارک میں جانے کے لیے مقررہ اوقات پر عمل کریں پارک بند ہونے کے وقت سے کچھ پہلے پارک سے باہر آجائیں۔

2 سیر وتفریح کے وقت اگر آپ کچھ کھاتے پیتے ہیں تو کوڑا، کوڑادان میں ہی ڈالیں اپنی جگہ صاف کرکے اُٹھیں، اگر چلنے کے (Walk) دوران کوئی کوڑا پھینکتا نظر آئے تو اُسے آرام سے سمجھائیں۔

3۔ سگریٹ نوشی یا کسی بھی طرح کی نشہ آور اشیا کا استعمال نہ کریں۔

4۔ بچوں کے پارک میں جھولوں کے لئے اپنے بچوں کی باری کا انتظار کریں بچوں کو یہ بات سمجھائیں کہ جو بچے جھولا استعمال کر رہے ہیں جب وہ فارغ ہوگئے تو پھر آپ جھولا استعمال کریں۔

5۔ پارک میں لڑائی جھگڑا اور اونچی آواز میں گفتگو یا میوزک کا استعمال نہ کریں۔ آپس میں بات چیت آہستہ آواز میں کریں۔

6۔ وبائی امراض سے احتیاط کے پیش نظر پارک میں جائیں تو ماسک اور ہینڈ سینیٹائزر کا استعمال کریں۔

7۔ پارک میں موجود پھولوں کے پودوں اور پھلوں کے درخت یا کسی بھی ایسی چیز جو پارک کا حصہ ہیں کو نقصان نہ پہنچائیں، کیاری میں پودوں اور باڑھوں سے دور رہیں۔

8۔ پارک میں اگر اجازت نہ ہو تو پالتو جانوروں کو لے کر نہ جائیں تاکہ دوسرے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

9۔ کوئی بھی فرد پارک کے اندر کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو دوسروں کے لیے نقصان دہ ہو اور پریشانی کا باعث بنیں۔

10۔ پارک میں موسم کے لحاظ سے لباس پہن کر جائیں خاص طور پر بچوں کو موسم سرد ہو تو گرم اور موٹا لباس اور گرمی کے موسم میں ہلکا لباس پہنائیں۔

11۔ پارک میں ورزش کے لیے جائیں تو لباس اور جوتوں کا استعمال ورزش کے مطابق کریں۔

12۔ پارک میں داخل ہونے کے لیے ہمیشہ صدر دروازے (مین گیٹ) کا استعمال کریں۔ دیواریں پھلانگ کر پارک میں داخل نہ ہوں۔

13۔ پارک میں خواتین، بزرگ، معذور افراد اور بچوں کا خاص خیال رکھیں۔ اُن پر فقرہ بازی یا بدتمیزی نہ کریں۔

14۔ پارک میں لگے معلوماتی کتبوں پر لکھی ہدایات کے مطابق عمل کریں۔ پارک کے تمام قواعد وضوابط کا احترام کریں۔

جلّو پارک۔ لاہور

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1- عوامی مقامات پر آداب کی افادیت بیان کریں۔

2- درج ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں۔

(i) بس میں سفر کے آداب　　(ii) ہسپتال کے آداب

(ب) سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

1- آداب ایک فرد کو کیا فائدہ دیتے ہیں؟

2- آداب معاشرے کے لیے کیوں کر مفید ہیں؟

3- بینک میں رقم کہاں گننا چاہیے؟

4- دفتر میں آپ کا رویہ کیسا ہونا چاہیے؟

5- مختلف عوامی مقامات پر موبائل فون کے استعمال کے کیا آداب ہیں؟

6- ہسپتال میں کیا تحائف لے کر جانے چاہیے؟

7- ہسپتال سے واپس آنے کے بعد فوراً کیا کرنا چاہیے؟

8- پارک میں جانے کے کوئی سے پانچ آداب بتائیں۔

(ج) درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1- دفتر کے آداب......................ہوتے ہیں۔

(ا) دستاویزی شکل میں　　(ب) روایات پر مشتمل

(ج) دفتر میں آویزاں　　(د) منتظم کے پاس

2- ایسا خط جس کا تعلق آپ سے نہیں اُسے......................۔

(ا) پڑھ کر متعلقہ برانچ میں بھجوا دیں۔　　(ب) مت پڑھیے۔

(ج) میز پر پڑا رہنے دیں۔　　(د) سائل کو واپس بھجوا دیں۔

3- پارک میں کوڑا......................میں ڈالیں۔

(ا) ٹوکری　　(ب) کیاری

(ج) کوڑا دان　　(د) لفافے

4- شائستگی..................... کا نام ہے۔

(ا) مذہب (ب) آداب (ج) تعلیم یافتہ ہونے (د) ا،ب،ج

5- بینک کا عملہ..................... ہوتا ہے۔

(ا) بدتمیز (ب) ان پڑھ (ج) تعلیم یافتہ (د) سست

6- ہسپتال میں داخل ہوتے ہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بند کر دیں۔

(ا) موبائل فون (ب) گاڑی کا انجن (ج) کوٹ کے بٹن (د) ٹیلی ویژن

7- مریض سے ہمیشہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہجہ میں بات کریں۔

(ا) سخت (ب) خوش گوار (ج) غصہ (د) بدتمیز

8- پارک میں لوگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے لیے جاتے ہیں۔

(ا) سونے کے لیے (ب) ورزش اور سیر و تفریح (ج) پڑھائی کرنے (د) لڑائی

9- پارک میں کوڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈالیں۔

(ا) جھولوں میں (ب) کوڑادان میں (ج) درختوں میں (د) کیاریوں میں

10- پارک میں کیاری سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہ توڑیں۔

(ا) پھول (ب) پھل (ج) پتے (د) ٹہنی

(د) صحیح جملے کے سامنے ''ص'' اور غلط جملے کے سامنے ''غ'' لکھیں۔

1- ہسپتال کے عملے کے ساتھ مکمل تعاون کریں۔

2- ہسپتال میں ہمیشہ دیوار پھلانگ کر آئیں۔

3- ہسپتال جانے سے پہلے مریض کے گھر والوں کو اطلاع دیں۔

4- بینک میں معلومات اور راہنمائی کے لیے چوکیدار سے بات کریں۔

5- پارک میں خواتین بچوں وغیرہ پر فقرہ بازی نہ کریں۔

6- پارک میں اونچی آواز میں گفتگو یا میوزک نہ سنیں۔

7- بینک میں اگر کام وقت پر نہ ہو تو اونچی اور تیز آواز میں بولیں۔

8- پارک جائیں تو موسم کے مطابق لباس کا استعمال کریں۔

(ہ) **طلبہ کے لیے سرگرمیاں:**

1- کمرہ جماعت کے آداب کیا ہیں؟ گروہی مباحثے کے بعد اہم نکات خوش خط لکھ کر کمرہ جماعت میں آویزاں کریں اور تمام طلبہ ان آداب پر عمل کریں۔

(و) **اساتذہ کے لیے ہدایات:**

1- بچوں کو مہذب بنانا ہے تو ان سے مقررہ آداب کی پابندی کرائیے۔ آداب پر عمل کرنے والے بچوں کی حوصلہ افزائی بھی کریں۔

☆☆☆☆

باب
5

مشاہیر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ :

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (1058ء-1111ء) کا اصل نام محمد تھا‘ اور ابو حامد ان کی کنیت تھی۔ ان کے والد اور دادا کا نام بھی محمد تھا۔ حجۃ الاسلام ان کا لقب ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے شہر طوس کے قریب ایک گاؤں طاہران میں 1058 میں پیدا ہوئے۔طوس کو آج کل مشہد کہتے ہیں۔فردوسی اور نظام الملک کا تعلق بھی اسی مردم خیز خطے سے ہے۔ یہاں امام علی رضا علیہ السلام اور خلیفہ ہارون الرشید بھی دفن ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے والد سوت فروش تھے۔غزل کے معنی کاتنے کے ہیں اس لیے ان کا خاندان غزالی کہلاتا ہے۔ان کے والد پڑھے لکھے نہیں تھے۔انھوں نے دونوں بیٹوں محمد غزالی اور احمد غزالی کی تعلیم کا خاص بندوبست کیا۔انھوں نے ابتدائی تعلیم طوس ہی میں حاصل کی۔اس کے بعد وہ جرجان چلے گئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جرجان سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد واپس آ رہے تھے کہ ان کے قافلے کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔امام کی سب سے قیمتی متاع ان کی علمی یادداشتیں تھیں جو کہ لوٹ لی گئیں۔ چنانچہ وہ ڈاکوؤں کے سردار کے پاس گئے کہ میری یہ علمی یادداشتیں واپس کر دیں۔اس نے یہ کاغذات تو لوٹا دیئے لیکن طنزاً کہا کہ اس علم کا کیا فائدہ کہ کاغذ کے ٹکڑے کھو جانے سے آپ کورے رہ گئے ہیں۔اس واقعہ کے بعد امام نے علم اپنے حافظے میں اتارنا شروع کیا۔

اس زمانے میں نیشاپور اور بغداد دو بڑے علمی مراکز تھے۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نیشاپور کا رخ کیا اور یہاں مدرسہ نظامیہ میں اپنے وقت کے بڑے عالم دین امام الحرمین الجوینی سے کسبِ فیض کیا۔امام الحرمین کے سینکڑوں شاگردوں میں سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سب سے ممتاز تھے۔وہ اس ہونہار شاگرد پر ناز کیا کرتے تھے۔امام الحرمین کی وفات کے وقت، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر صرف 28 سال تھی، لیکن علمی مرتبہ اس قدر بلند تھا کہ پوری اسلامی دنیا میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔

اس دور میں ترکوں کا سلجوقی خاندان بڑی وسیع سلطنت پر حکومت کرتا تھا اور انھیں علم و ادب سے گہرا لگاؤ تھا۔نظام الملک طوسی کو شاہی دربار میں بلند مقام حاصل تھا۔ بلکہ کاروبارِ سلطنت اسی کے ہاتھ میں تھا۔اس دور میں تعلیم و تدریس کی ترقی میں ان کا بڑا کردار ہے۔

پوری سلطنت میں شاید ہی کوئی ایسی جگہ ہو جہاں مدرسہ قائم نہ ہو۔حکومت اس قدر خطیر رقم تعلیم پر خرچ کرتی تھی کہ جس کی اس دور میں نظیر نہیں ملتی۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نیشا پور سے بغداد آ گئے۔ یہ دور مناظروں کا دور تھا۔سیکڑوں اہلِ علم یہاں جمع تھے۔ مناظرہ کی مجلسیں ہوتیں اور ان میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہی غالب رہتے۔انھیں صرف 34 برس کی عمر میں مدرسۂ نظامیہ کے صدر مدرس ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اب پوری اسلامی دنیا میں ان کی شہرت عام ہو چکی تھی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے غربت میں تعلیم کی ابتدا کی لیکن جب انھیں بڑا عروج حاصل ہوا تو انھوں نے اپنی زندگی کا ایک حصہ بڑی خوش حالی میں گزارا۔غور وفکر کے بعد اکتاہٹ ان پر غالب آ گئی اور وہ ترک دنیا کر کے علمی مرکز بغداد سے نکل کر دمشق میں قیام پذیر ہوئے۔ وہاں وہ اکثر مراقبہ ومجاہدہ میں مصروف رہنے لگے۔تصوف کی طرف مائل بھی ہوئے۔ دمشق سے بیت المقدس گئے۔ پھر حج کیا اور مصر کے شہر اسکندریہ میں مدت تک قیام پذیر رہے۔ وہ مراکش بھی گئے۔ دس برس تک سفر میں رہے اور سفر کے اختتام پر اپنی شہرہ آفاق کتاب ''احیاءعلوم الدین'' تصنیف کی۔ امام دوبارہ درس وتدریس کی طرف راغب ہوئے۔ آخری عمر میں طوس میں گوشہ نشین ہو گئے۔ 1111ء میں تہران ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ان کے بھائی احمد غزالی کے مطابق پیر کی صبح نیند سے بیدار ہو کر وضو کیا، نماز ادا کی، پھر کفن منگوایا۔اسے آنکھوں سے لگایا اور کہا کہ آقا کا حکم سر آنکھوں پر۔ یہ کہہ کر پاؤں پھیلائے اور خالق حقیقی سے جا ملے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علوم وفنون پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ان میں اصول فقہ، اصولِ فلسفہ، کلام منطق اور اخلاق کے بارے میں ان کی تصانیف زیادہ اہم ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے ''احیاءعلوم الدین'' کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور ان کتب میں انھوں نے اعلیٰ پایہ کا فلسفۂ اخلاق بھی بیان کیا ہے۔

امام صاحب نے فلسفۂ اخلاق کے ابتدائی اصول حکمائے یونان سے لیے ہیں، البتہ نظامِ اخلاق خود ان کا پیش کردہ ہے۔ان کے مطابق جس طرح ایک شخص ظاہری طور پر خوب صورت یا بد صورت ہوتا ہے اسی طرح روحانی طور پر بھی انسان خوش اخلاق یا بد اخلاق ہوتا ہے۔ اخلاق کی بہتری کے لیے امام تربیت کو لازمی قرار دیتے ہیں اور یہ تربیت بچپن سے دی جانی چاہیے۔ بچہ سب سے پہلے کھانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس لیے تعلیم وتربیت بھی یہیں سے شروع کی جانی چاہیے۔کھانے کے آداب سکھائے جائیں یہ اخلاقی تربیت کا نقطۂ آغاز ہے۔

بچے کی اخلاقی تربیت میں امام اچھے کاموں کی تحسین اور کمزوریوں پر چشم پوشی کو اہم سمجھتے ہیں۔ امام اخلاقی امراض کی نشان دہی کے علاوہ ان کا علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔ امام صاحب نے اپنے افکار کو مثالوں سے واضح کیا ہے۔ مثال کے طور پر غیبت ایک اخلاقی بیماری ہے اور ہمارے معاشرے میں اس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ امام صاحب غیبت کے اسباب کا کھوج لگاتے ہیں کہ غصے میں انسان بے قابو ہو کر غیبت کرتا ہے۔ محفل میں غیبت کا سلسلہ جاری ہو تو وہ بھی گرمی صحبت میں شریک ہو جاتا ہے۔ کسی کے بارے میں گمان کہ وہ میرے بارے میں بُرے خیالات رکھتا ہے غلط الزام، نقص نکالنا، حسد کرنا، مذاق اڑانا اور دل بہلانے کے لیے کسی کا تمسخر اڑانا وغیرہ اس بیماری کے اسباب ہیں۔ اس تشخیص کے بعد وہ علاج تجویز کرتے ہیں کہ اپنی ذات کا محاسبہ کیا جائے اور بزرگوں کی صحبت سے استفادہ کیا جائے تو یہ اخلاقی بُرائیاں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔ امام صاحب کی تحقیق اور کھوج کے علاوہ ان کا اندازِ بیاں بھی دل میں اترنے والا ہے۔ ان کی تصانیف اور علمی افکار ونظریات سے تمام انسان استفادہ کرتے ہیں۔ نیز ان کے علمی جواہر پارے مشرق ومغرب میں یکساں مقبول ہیں۔

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم کیسے حاصل کی، تفصیل سے لکھیے۔

(ب) سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

1- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان غزالی کیوں کہلاتا ہے؟

2- ڈاکوؤں نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے کون سی قیمتی متاع لوٹ لی؟

3- نظام الملک طوسی کی وجہ شہرت کیا ہے؟

4- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کن علوم پر کتابیں لکھی ہیں؟

5- بچوں کی اخلاقی تربیت میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

(ج) دُرست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ .... میں پیدا ہوئے۔

(ا) طوس (ب) طاہران (ج) بغداد (د) جرجان

2- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں اہم تعلیمی مراکز تھے۔

(ا) بغداد اور دمشق (ب) نیشاپور اور جرجان (ج) طوس اور طاہران (د) بغداد اور نیشاپور

3- غور وفکر سے اکتا کر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ .... میں مصروف ہو گئے۔

(ا) تصوف (ب) تدریس (ج) مراقبہ ومجاہدہ (د) عبادت

4- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فلسفہ اخلاق کے ابتدائی اصول .... سے لیے ہیں۔

(ا) علمائے دمشق (ب) علمائے بغداد (ج) اہل یونان (د) نظام الملک طوسی

5- آخری عمر میں آپ .... میں گوشہ نشین ہو گئے۔

(ا) دمشق (ب) مکہ (ج) طوس (د) بغداد

(د) صحیح جملے کے سامنے ''ص'' اور غلط کے سامنے ''غ'' لکھیں۔

1- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا کا نام محمد تھا۔

2- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں تعلیم پائی۔

3- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ 35 سال کی عمر میں مدرسہ کے مدرس بنے۔

4- مشہد کا پرانا نام طوس تھا۔

5- تعلیم و تربیت میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کھانے کے آداب سے ابتدا ضروری سمجھتے ہیں۔

(ہ) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1- طلبہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے کارناموں اور اعزازات کا خاکہ تیار کریں اور کمرۂ جماعت میں نمایاں جگہ پر آویزاں کریں۔

(و) اساتذہ کے لیے ہدایات:

1- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے منفرد پہلوؤں پر مزید روشنی ڈالیں۔

2- لائبریری سے ان کی چند تصانیف کے بارے میں طلبہ کو بتائیں اور مختصراً ان کتب کے موضوعات سے آگاہ کریں۔

☆☆☆☆

فلورنس نائٹ انگیل ۔ایک نیک دل نرس (FLORENCE NIGHTINGALE)

نرسنگ ایک مقدس پیشہ :

عورتیں فطرتاً نرم دل، مخلص، محبت، ایثار اور قربانی کے جذبے سے سرشار ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ تعلیم (خصوصاً چھوٹے بچوں کے لیے) اور طِب کے پیشوں کے لیے موزوں خیال کی جاتی ہیں۔ نہ صرف موزوں، بلکہ وہ مردوں کی نسبت ان پیشوں میں زیادہ کامیاب بھی رہتی ہیں۔ آج ہم ایک ایسی ہی خاتون کا ذکر کر رہے ہیں، جس نے اپنے قلبی لگاؤ اور محنت سے طب کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا تھا۔

فلورنس نائٹ انگیل

نرسنگ ایک مقدس پیشہ ہے۔ اگرچہ مرد بھی اس پیشے سے وابستہ ہوتے ہیں، لیکن زیادہ تر عورتیں یہ فریضہ ادا کرتی ہیں۔ آپ کسی بھی ہسپتال میں جا کر دیکھیں، تو ڈاکٹروں کے شانہ بشانہ نرسیں بھی مریضوں کی دلجوئی، مدد، علاج معالجے اور دیکھ بھال میں مصروفِ عمل نظر آتی ہیں۔ اگرچہ زمانۂ قدیم میں خواتین مریضوں اور زخمیوں کی دیکھ بھال اور مرہم پٹی کرتی رہی ہیں، لیکن اٹھارھویں صدی کے وسط تک نرسنگ ایک معمولی پیشہ سمجھا جاتا تھا، اور اس میں چند غیر تربیت یافتہ افراد ہی حصہ لیا کرتے تھے۔ ایک عظیم خاتون فلورنس نائٹ انگیل (Florence Nightingale) نے خدمت کے بے لوث جذبے سے سرشار ہو کر اس پیشے کو ایک معزز اور باوقار پیشہ بنا دیا۔ چنانچہ آج دنیا بھر میں لاکھوں خواتین اس پیشے سے وابستہ ہیں۔

فلورنس نائٹ انگیل (1820ء۔1910ء) میں اٹلی کے شہر فلورنس میں ایک امیر گھرانے میں پیدا ہوئیں اور اس شہر کا نام بعد میں ان کے نام کا حصہ بنا۔ ان کا بچپن انگلستان میں گزرا۔ اگرچہ ان کی والدہ سخت مزاج خاتون تھیں، لیکن نائٹ انگیل بچپن ہی سے صبر، حوصلے اور ایثار سے کام لیتی تھیں۔ گویا وہ نرسنگ کا مزاج لے کر پیدا ہوئی تھیں۔ انہوں نے گھر والوں کی مخالفت کے باوجود نرسنگ کا فن پوری توجہ سے سیکھا۔ اس پیشے سے ان کی وابستگی اس قدر ہوئی، کہ انھوں نے اپنی ہر خواہش کو اس خدمت پر قربان کر دیا۔ انہیں بحیثیت نرس خدمت کے دوران معاشرے کے عالی مرتبت اشخاص کی جانب سے شادی کا پیغام دیا گیا، لیکن انھوں نے شادی کو نرسنگ کی خدمت میں حائل سمجھ کر انکار کر دیا۔

فلورنس نائٹ انگیل کی زندگی خدمتِ خلق میں بسر ہو رہی تھی، کہ جنگِ کریمیا میں ان کی شرکت انھیں زندگی کے ایسے موڑ پر لے

آئی، کہ ان کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ دیگر 38 نرسوں کے ہمراہ انہیں اس جنگ میں زخمیوں کی دیکھ بھال کے لیے بھیجا گیا۔ اس گروپ کی تربیت انھوں نے خود کی تھی۔ 1854ء میں جب وہ سکوتری پہنچیں تو برطانوی زخمی اور بیمار سپاہیوں کی حالت بدتر تھی۔ ایک بڑی تعداد موت کے منہ میں جا رہی تھی' اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی آنکھوں کے سامنے چار ہزار سپاہی لقمۂ اجل بن گئے۔ انھوں نے اپنی ساتھی نرسوں کی مدد سے بڑی جانفشانی سے مریضوں کی دیکھ بھال شروع کی' اور چھ ماہ کی قلیل مدت میں حالات پر قابو پا لیا۔ اب سپاہیوں کی شرح اموات 42 فیصد سے کم ہو کر صرف 2 فیصد رہ گئی۔

جب فلورنس نائٹ انگیل جنگ کریمیا سے واپس آئیں تو قوم نے ان کا خوش دلی سے استقبال کیا۔ 50 ہزار پاؤنڈ فنڈ جمع کیا جا چکا تھا۔ فلورنس نے اس فنڈ سے لندن کے سینٹ پال ہسپتال میں نرسوں کی تربیت گاہ قائم کی، جہاں سے نرسوں کا پہلا تربیت یافتہ گروپ 1865ء میں فارغ ہوا۔ اس ادارے کی کارکردگی کو دنیا بھر میں پذیرائی حاصل ہوئی' اور بعد ازاں امریکا اور دیگر ممالک میں اسی طرح کے نرسنگ سکولز بن گئے۔

فلورنس کو اپنے امیر باپ کی طرف سے وراثت سے اتنا کچھ ملا کہ وہ گھر بیٹھے پُرسکون زندگی بسر کر سکتی تھیں، لیکن انہوں نے انسانیت کی خدمت کے لیے زندگی وقف کر دی تھی' اور اس پیشے کو باوقار اور زیادہ مفید بنانے کے لیے دن رات ایک کر دیا۔ انھوں نے تربیت کے ساتھ ساتھ نرسنگ کا نصاب بھی مرتب کیا۔ اس سلسلے میں ان کی دو کتب ہسپتال کے لیے یادداشتیں (Notes on Hospital) اور نرسنگ کے لیے یادداشتیں (Notes on Nursing) بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔

فلورنس نائٹ انگیل کی خدمت کا اعتراف دنیا بھر میں کیا گیا۔ 1883ء میں ملکہ وکٹوریہ نے انھیں رائل ریڈ کراس ایوارڈ دیا، اور 1886ء میں وہ آرڈر آف میرٹ لینے والی پہلی خاتون بن گئیں۔ آخر کار وہ 1910ء میں 90 برس کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔

فلورنس نائٹ انگیل تو زندگی گزار کر اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئیں، لیکن ان کی خدمات کی وجہ سے نرسنگ کو ایک مقدس اور ممتاز پیشے کا درجہ حاصل ہوا۔ آج بھی ہزاروں خواتین اور مرد اس پیشے سے وابستہ ہو کر انسانیت کی خدمت کرنا اپنے لیے قابلِ فخر تصور کرتے ہیں۔ جب بھی کوئی نرس کسی مریض کی دیکھ بھال اور خدمت کرتی ہے، تو وہ فلورنس نائٹ انگیل کو خراجِ عقیدت پیش کرتی ہے۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جواب لکھیں۔

1- نرسنگ کے شعبے میں فلورنس نائٹ انگیل کی خدمات پر تحریر کریں۔

(ب) سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

1- فلورنس نائٹ انگیل کہاں پیدا ہوئیں؟

2- فلورنس نائٹ انگیل اور اس کی ماں کے مزاج میں کیا فرق تھا؟

3- کون سی جنگ میں فلورنس نائٹ انگیل کی صلاحیتیں سامنے آئیں۔

4- فلورنس نائٹ انگیل کی تصانیف کن موضوعات پر ہیں؟

5- ملکہ وکٹوریہ نے فلورنس نائٹ انگیل کو کون سا ایوارڈ دیا؟

(ج) دُرست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1- اٹھارھویں صدی کے وسط تک نرسنگ..................۔

(ا) ایک باوقار پیشہ بن چکا تھا۔ (ب) ابتدائی مراحل میں تھا۔

(ج) اس سے صرف چند افراد وابستہ تھے۔ (د) سرے سے پیشہ ہی نہیں تھا۔

2- فلورنس نائٹ انگیل کا بچپن..................میں بسر ہوا۔

(ا) اٹلی (ب) انگلستان (ج) ترکی (د) فلورنس

3- نرسنگ سے ذہنی وابستگی کا یہ نتیجہ نکلا کہ..................۔

(ا) نائٹ انگیل نے تعلیم ترک کر دی۔ (ب) نرسنگ کی مزید تعلیم کے لیے انگلستان چلی گئیں۔

(ج) شادی کرانے سے انکار کر دیا۔ (د) اپنی ہر خواہش کو نرسنگ پر قربان کر دیا۔

4- نائٹ انگیل..................ساتھی نرسوں کے ساتھ جنگ کریمیا میں شریک ہوئیں۔

(ا) 18 (ب) 28 (ج) 38 (د) 48

5- نائٹ انگیل کا ایک اہم کام یہ ہے کہ..................۔

(ا) انھوں نے نرسنگ کو باوقار پیشہ بنا دیا (ب) خواتین کے لیے اسے پُرکشش بنا دیا

(ج) نرسنگ کا نصاب مرتب کر دیا (د) ساری زندگی نرسنگ کے لیے وقف کر دی

(د) **سبق کے متن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مناسب لفظ سے خالی جگہ پُر کریں۔**

-1 فلورنس نائٹ انگیل.................. میں پیدا ہوئیں۔ (1820ء، 1830ء، 1840ء)

-2 فلورنس نائٹ انگیل نے بچپن.................. میں گزارا۔ (فلورنس، اٹلی، انگلستان)

-3 فلورنس نائٹ انگیل کی دیکھ بھال کے بعد شرح اموات.................. رہ گئی۔ (2فیصد، 10فیصد، 20فیصد)

-4 قوم نے اسے.............. پونڈ قومی خدمات کے لیے دیے۔ (20ہزار، 50ہزار، 75ہزار)

-5 فلورنس نے.................. سال کی عمر میں وفات پائی۔ (80سال، 90سال، 100سال)

(ہ) **طلبہ کے لیے سرگرمیاں:**

-1 فلورنس نائٹ انگیل کی تصویر لگا کر ان کے سوانحی کوائف درج کر کے چارٹ بنائیں۔ نیز ان کی تصانیف کے نام بھی درج کریں۔

-2 چند طلبہ کسی ہسپتال یا نرسنگ ہوم میں جا کر ایک نرس کا انٹرویو کریں۔ اس کے فرائض اور مشکلات نوٹ کریں اور واپس آ کر اپنے ساتھی طلبہ کو بتائیں۔

-3 ایک نرس کے فرائض کا چارٹ مرتب کر کے آویزاں کریں۔

(و) **اساتذہ کے لیے ہدایات:**

☆ اگر آپ کو، کسی رشتہ دار یا دوست کو ہسپتال میں رہنے کا تجربہ ہوا ہے تو وہاں ایک نرس کے پیشے سے وابستگی کے بارے میں اپنے مشاہدات سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

☆☆☆☆

فرہنگ

مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ادوار	دور کی جمع، زمانے	وافر	کثرت سے
صحیفے	انبیاء پر نازل ہوئے چھوٹے پیغام	اجتناب کرنا	بچنا
آفات	بلائیں، مصیبتیں	مباحث	بحث، تفتیش کرنا
بیّا	ایک چھوٹا سا پرندہ	دانشور	عقل مند
سماجیات	سماج سے متعلق علم	مستحکم منصوبہ بندی	مضبوط منصوبہ بندی
تحت الشعور	شعور اور لاشعور کا درمیانی پردہ	میلانات	رُجحانات
توکل	بھروسا	بدگوئی	بدکلامی
جبلّت	فطری عادت	خلش	کھٹک، چُبھن
توانا	طاقت ور	روگ	دکھ، وبال، جنجال
استوار کرنا	مضبوط بنانا	عمرانیات	انسان کے رہن سہن اور معاشرت کا علم
استحکام	مضبوطی	کان دھرنا	توجہ دینا
علم بردار	جھنڈا اٹھانے والا، پیش پیش	ماخذ	منبع، سرچشمہ
خاصہ	خاصیت، خاص بات	حرمت	عزت
دستور العمل	طور طریقہ، کام کا طریقہ	شعور و لاشعور	انسانی دماغ کے حصّے

جین مت/تعارف اور ارتقا

قبل مسیح (BC)	حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا زمانہ (Common Era)	عرصۂ حیات	زندگی کا وقت
BCE	Before Common Era	سخت ریاضت کرنا	ان تھک محنت کرنا
پرچار کرنا	تبلیغ کرنا	نروان پانا	نجات پانا
پالن کرنا	عمل کرنا	جوئے شیر لانا	بہت مشکل کام

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
باغیانہ افکار	باغی نظریات	میتھرا/جھاڑکھنڈ	شہروں کے نام
ترویج وترقی	بڑھوا دینا	پنر جنم	مرنے کا بعد دوبارہ پیدا ہونے کا نظریہ
رسم الخط	تحریر کا انداز	اَبدی	غیر فانی،جس کی کوئی حد نہ ہو
بنارس	ہندو دھرم کا مذہبی شہر	نفس کُشی	خواہشات کو کچل دینا
اواگون	یہ عقیدہ کہ روح موت کے بعد دوسرے جسم میں آجاتی ہے	پرچارک	پرچار کرنے والا، مُبلّغ
عدم جارحیت	حملہ کرنے کی ممانعت	عدم تشدد	زیادتی نہ کرنا
مستفید ہونا	طلب کرنا	جانشین	وارث
ارتقا	ترقی، بڑھاوا	دقیق	مشکل

خدا کی عظمت

تاخیر کرنا	دیر کرنا	درہم برہم	بے ترتیب ہونا
نظم میں پرونا	ایک ترتیب میں کرنا	تخلیق	پیدا کرنا
درہم برہم ہونا	تلپٹ ہونا، اوپر نیچے ہونا	پالن ہار	پالنے والا
اوتار	ہندو عقیدے کے مطابق ایشور کا انسانی شکل میں آکر لوگوں کی مدد اور اصلاح کرنا	کثرت نمائی	توحید کا متضاد

عبادت گاہ اور نظام ہائے عبادت کے انسانی رویوں پر اثرات

سیوا	خدمت	اشنان کرنا	نہانا
گنگا جل	دریائے گنگا کا پانی	پروہت	برہمن جو موت اور بیاہ کی رسوم ادا کرتا ہے
کاتک	ہندی سال کا ساتواں مہینا (تقریباً 15 اکتوبر سے 15 نومبر تک)	پوتر	پاک
جاپ کرنا	تکرار کرنا	لامہ	بدھ مت کا مذہبی رہنما
خبیث	گندہ، ناپاک، بدظن	بھکشو	تارک الدنیا بدھ
استطاعت	طاقت، حیثیت	سمرن	ذکرِ الٰہی

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
اجازت مل گئی	جواز مل گیا	تنہائی میں بیٹھ کر غور وفکر کرنا	مراقبہ کرنا
تکلیفیں اور مشکلات	مصائب وآلام	ختم ہو جانا	فنا ہونا
مدد کرنا	دستگیری کرنا	اہمیت دینا	فوقیت دینا
مذہبی قوانین سے ہٹ کر عمل کرنا	بدعت	عقل وفہم سے بالاتر	مافوق الفطرت
نیا زمانہ	عصرِ جدید	اصلی خدا	معبودِ حقیقی
علم کی خبر رکھنے والا	علیم وخبیر	پالنے والا (خدا تعالیٰ)	پالن ہار
قدرت کا نظام	نظام فطرت	تبرک	پرشاد
خلق کرنا	خالقیت	خدا ہونے کی خوبی	ربوبیت
بغیر کسی فرق کے	بلاتفریق	خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے کی صفات	الوہی صفات
ایک شہر کا نام	یروشلم	عنصر کی جمع	عناصر
امن وامان	امن وآشتی	بہت سے لوگوں کا مل کر عبادت کرنا	اجتماعی عبادات
کھڑے ہونا	قیام کرنا	شرم وحیا میں رہنا	ستر میں ہونا
نماز میں التحیات میں بیٹھنا	قعدہ کرنا	صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا	قرأت کرنا
حد مقرر کرنا	نصاب مقرر کرنا	تفصیلی احکامات	مفصل احکام
خوبصورت آواز	خوش الحان	حثیت کے مطابق	صاحبِ استطاعت
عزت سے بیٹھنا	براجمان ہونا	بلند جگہ	چبوترا

عبادت گاہوں کے آداب / عوامی مقامات کے آداب

خدا کی شان کے گیت	حمدیہ گیت	بغیر لباس	برہنہ حالت
خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا	قبلہ رُو ہونا	باادب	مودب
سینہ بہ سینہ بات آگے بڑھنا	روایات	تحریری شکل میں	دستاویزی
ایک پرزوں سے اتر کر دوسری پرواز پکڑنا	مربوط پرواز	حق	استحقاق
تاکید کرنا	تلقین کرنا	سوچ / خیال	نقطۂ نظر
کام کرنے کی طاقت	قوتِ کار	فائدہ اٹھانا	استفادہ کرنا

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
رجوع کرنا	متوجہ ہونا	خلل نہ پڑنا	رکاوٹ نہ ڈالنا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

خراسان/طوس/مشہد/ جرجان/نیشاپور	ایران کے شہروں کے نام	بغداد	عراق کا شہر
خطیر رقم	بہت زیادہ پیسے	نظیر نہیں ملتی	مثال نہ ملنا
تمسخر اُڑانا	مزاق اُڑانا	شہرہ آفاق	دُنیا بھر میں مشہور
جوہر پارے	قیمتی ٹکڑے	چشم پوشی کرنا	نظر انداز کرنا
کسب فیض کرنا	فائدہ اٹھانا	یادداشتیں	نوٹس،تحریریں

فلورنس نائٹ انگیل

ایثار	قربانی	شانہ بشانہ	ساتھ ساتھ
جنگ کریمیا	روس اور فرانس (اور اس کے اتحادیوں) کے درمیان لڑی جانے والی جنگ	مخلص	خالص/سچا
خدمت خلق	مخلوق کی خدمت	وابستگی	واسطہ/لگاؤ

☆☆☆☆